خطرات وتدابیر

اسرار عالم

دارالعلم، نئی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

حامدًا و مصلیاً!

نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کی امت بنی نوع انسان میں وہ آخری امت ہے جو منصب شہادت پر فائز کی گئی ہے۔ چنانچہ پوری انسانیت کی کامیابی کا انحصار اب اسی گروہ پر ہے۔

بیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی تک آتے آتے واضح طور پر محسوس ہونے لگا ہے کہ یہ امت تاریخ انسانی کے اس مرحلے میں داخل ہو چکی ہے، جس کی خبر دیتے ہوئے آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا: **عنقریب قومیں تم پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بلاوادیں گی جیسے بھوکے (جانور) کھانے پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بلاوادیتے ہیں (ابو داؤد و بیھقی)**

اس اندوہناک صورت حال سے زیادہ کرب کی بات یہ ہے کہ امت مسلمہ ... جو دنیا کی وہ واحد گروہ ہے جسے ماضی، حال اور مستقبل کا کافی علم (ماکان وماھو کائن) دیا گیا ..... آج حیران اور ناواقف راہ بھٹک رہی ہے اور دنیا کی تاریکیوں سے روشنی کی بھیک مانگ رہی ہے۔

چودہ صدیوں بعد اب آثار قیامت کے ظاہر ہونے کی رفتار تیز ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے گویا کوئی ہار ٹوٹ جائے اور یکے بعد دیگرے دانے گرنے لگیں۔

ان حالات کا تقاضا تھا کہ قرآن واحادیث مبارکہ کی روشنی میں امت کی صورت حال کا گہرائی سے جائزہ لیا جاتا، موجودہ حالات کی تبدیلی کو صحیح زاویہ سے دیکھا جاتا اور آئندہ کے لئے خطوط کار کی نشاندہی کی جاتی تا کہ یہ امت اپنے فرض منصبی کو کما حقہ سرانجام دے کر پوری انسانیت کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔ چنانچہ انہیں امور کو پیش نظر رکھ کر یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے جس میں مختلف عناوین کے تحت بحث کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔

انہ سمیع قریب مجیب

اسرار عالم

مقدمہ

اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے کہ یہ عاجز "فتنۂ دجال اکبر: خطرات وتدابیر" امت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ الحمدللہ علی ذلک۔

اس صورتحال میں جب کہ "دجال" کی تصنیف ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے اس کا موقعہ نہیں تھا کہ کوئی ایسی تحریر پیش کی جاتی۔ جہاں تک اس عاجز کے موقف کا سوال ہے تو وہ اس بات کو زیادہ بہتر سمجھتا ہے کہ اس مرحلے میں اہل علم اور دیگر قارئین اب تک شائع شدہ تصنیفات سے خود نتائج اخذ کر لیں جو بین السطور میں نہایت وضاحت سے بیان کر دیئے گئے ہیں۔ تاہم اس دوران اہل علم کا اس بات پر مسلسل اصرار رہا کہ حوادث کی رفتار کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی ایسی تحریر جو مختصر ہی کیوں نہ ہو جلد سامنے آجانی چاہئے تا کہ امت کو اقدامات میں آسانی ہو۔ بہرحال اس اصرار کو دیکھتے ہوئے چند ضروری امور پر مشتمل یہ تحریر پیش کی جارہی ہے۔

اس تحریر میں مذکور بعض امور ایسے قارئین کو جنہیں بوجوہ قرآن وسنت میں غور کرنے کا کما حقہ موقع نہ مل سکا ہے بادی النظر میں از حد اجنبی اور نامانوس لگیں گے۔ تاہم توقع ہے کہ جیسے جیسے حالات بدلتے جائیں گے ان کا حسب حال اور مناسب ہونا واضح ہوتا جائے گا۔

اس عجالے کو رقم کرتے ہوئے اس عاجز نے اس امر کی پوری کوشش کی ہے کہ عجلت یا کما حقہ غور وفکر کے فقدان کے سبب کوئی غلط نتیجہ اخذ نہ کر لیا جائے۔ اس امر سے وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہے کہ اس کے ذریعہ کوئی ایسی بات سامنے آئے جس سے امت کو ضرر پہنچے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی بھی دعا کرتا ہے کہ اگر سوء اتفاق کوئی ایسی بات اس میں شامل ہو گئی ہو جو درست نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جلد واضح فرمادے اور اس عاجز اور امت کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

صورتحال کی نزاکت اس بات کی از حد متقاضی ہے کہ اس کتاب کے محتویات (Contents) سے امت کا ہر خاص وعام زیادہ سے زیادہ اور جلد از جلد واقف ہو جائے۔ لہٰذا امید کی جاتی ہے کہ قارئین حسب استطاعت اسے عام کرنے کی سعی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان

اسرار عالم

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

حامداً و مصلیاً!

نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کی امت بنی نوع انسان میں وہ آخری امت ہے جو منصب شہادت پر فائز کی گئی ہے۔ چنانچہ پوری انسانیت کی کامیابی کا انحصار اب اسی گروہ پر ہے۔

بیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی تک آتے آتے واضح طور پر محسوس ہونے لگا ہے کہ یہ امت تاریخ انسانی کے اس مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ جس کی خبر دیتے ہوئے آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا: عنقریب قومیں تم پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بلاوادیں گی جیسے بھوکے (جانور) کھانے پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بلاوا دیتے ہیں (ابو داؤد و بیہقی)

اس اندوہناک صورت حال سے زیادہ کرب کی بات یہ ہے کہ امت مسلمہ....جو دنیا کی وہ واحد گروہ ہے جسے ماضی، حال اور مستقبل کا کافی علم (ماکان وماھو کائن) دیا گیا....آج حیران اور ناواقف راہ بھٹک رہی ہے اور دنیا کی تاریکیوں سے روشنی کی بھیک مانگ رہی ہے۔

چودہ صدیوں بعد اب آثار قیامت کے ظاہر ہونے کی رفتار تیز ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے گویا کوئی ہار ٹوٹ جائے اور یکے بعد دیگرے دانے گرنے لگیں۔

ان حالات کا تقاضا تھا کہ قرآن واحادیث مبارکہ کی روشنی میں امت کی صورت حال کا گہرائی سے جائزہ لیا جاتا، موجودہ حالات کی تبدیلی کو صحیح زاویہ سے دیکھا جاتا اور آئندہ کے لئے خطوط کار کی نشاندہی کی جاتی تاکہ یہ امت اپنے فرض منصبی کو کما حقہ سرانجام دے کر پوری انسانیت کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔ چنانچہ انہیں امور کو پیش نظر رکھ کر یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے جس میں مختلف عناوین کے تحت بحث کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔

انہ سمیع قریب مجیب

اسرار عالم

مقدمہ

اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے کہ یہ عاجز ''فتنۂ دجال اکبر: خطرات وتدابیر'' امت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

اس صورتحال میں جب کہ ''دجال'' کی تصنیف ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے اس کا موقعہ نہیں تھا کہ کوئی ایسی تحریر پیش کی جاتی۔ جہاں تک اس عاجز کے موقف کا سوال ہے تو وہ اس بات کو زیادہ بہتر سمجھتا ہے کہ اس مرحلے میں اہل علم اور دیگر قارئین اب تک شائع شدہ تصنیفات سے خود نتائج اخذ کر لیں جو بین السطور میں نہایت وضاحت سے بیان کر دیئے گئے ہیں۔ تاہم اس دوران اہل علم کا اس بات پر مسلسل اصرار رہا کہ حوادث کی رفتار کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی ایسی تحریر جو مختصر ہی کیوں نہ ہو جلد سامنے آجانی چاہئے تاکہ امت کو اقدامات میں آسانی ہو۔ بہر حال اس اصرار کو دیکھتے ہوئے چند ضروری امور پر مشتمل یہ تحریر پیش کی جارہی ہے۔

اس تحریر میں مذکور بعض امور ایسے قارئین کو جنہیں بوجوہ قرآن وسنت میں غور کرنے کا کما حقہ موقع نہ مل سکا ہے بادی النظر میں از حد اجنبی اور نامانوس لگیں گے۔ تاہم توقع ہے کہ جیسے جیسے حالات بدلتے جائیں گے ان کا حسب حال اور مناسب ہونا واضح ہوتا جائے گا۔

اس عجالے کو رقم کرتے ہوئے اس عاجز نے اس امر کی پوری کوشش کی ہے کہ عجلت یا کما حقہ غور وفکر کے فقدان کے سبب کوئی غلط نتیجہ اخذ نہ کر لیا جائے۔ اس امر سے وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہے کہ اس کے ذریعہ کوئی ایسی بات سامنے آئے جس سے امت کو ضرر پہنچے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی بھی دعا کرتا ہے کہ اگر سوء اتفاق کوئی ایسی بات اس میں شامل ہو گئی ہو جو درست نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جلد واضح فرما دے اور اس عاجز اور امت کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

صورتحال کی نزاکت اس بات کی از حد متقاضی ہے کہ اس کتاب کے محتویات (Contents) سے امت کا ہر خاص وعام زیادہ سے زیادہ اور جلد از جلد واقف ہو جائے۔ لہذا امید کی جاتی ہے کہ قارئین حسب استطاعت اسے عام کرنے کی سعی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان

اسرار عالم

اصولیات وکلیات

(۱) 'فتنۂ دجال اکبر' کے آخری مرحلے کا آغاز حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی پیدائش سے ہی ہوگیا تھا۔

(۲) دجال اکبر کے ظہور سے قبل اس کے مرتب ہونے والے برے اور مضر اثرات کا آغاز بالعموم نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے بعد اور بالخصوص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے معاً قبل ہوگیا تھا۔ چنانچہ یاجوج ماجوج کے بند میں شگاف کا ہوجانا اسی کی علامت تھا۔

(۳) نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری حیات طیبہ میں بالعموم اور فتح مکہ کے بعد بالخصوص دجال اکبر کے فتنوں اور اس کے ظہور کے سبب امت مسلمہ پر آنے والی مصیبتوں اور ان کا مقابلہ کرنے اور ان سے بچنے کی تدابیر سے امت کو آگاہ اور باخبر کرنا اور اس تعلق سے اسے تیار کرنا شروع کردیا تھا۔

(۴) اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنۂ دجال اکبر سے محفوظ رہنے اور اس سے مقابلہ کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں اقدامات کو خلفاء راشدین مہدیین اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے مزید مستحکم کئے۔ اس تعلق سے محدث امت مسلمہ محمدیہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقدامات سب سے جامع اور ہمہ جہت ہیں۔

(۵) 'فتنۂ دجال اکبر' بنیادی طور پر پانچ عظیم اور خوفناک فتنوں کا نام ہے۔ یہ پانچ عظیم، خوفناک اور باہم مربوط فتنے درج ذیل ہیں:

(۱) فتنۂ سحر وتسخیر:

فتنۂ سحر وتسخیر درج ذیل فتنوں پر مشتمل ہے:

(۱) فتنۂ تسخیر ملکوت سماء وارض

(۲) فتنۂ تسخیر آسمان وزمین

(۳) فتنۂ قوت وقدرت بر نظم آسمان وزمین

(۴) فتنۂ قوت وقدرت بر سائنس وٹکنالوجی

(۵) فتنۂ تبدیلی وانہدام فطرت وسنت اللہ

یہ فتنہ ارض وسماء میں قوت وقدرت کے انفجار (Explosion of Dominance on Earth & Heavens) کی صورت میں سامنے آئے گا۔

(۲) فتنۂ مال وبنون:

یہ فتنہ مال اور بنون میں انفجار (Explosion of Movable & Immovable Wealth) کی صورت میں سامنے آئے گا۔

(۳) فتنۂ جنس:

یہ فتنہ جنس میں انفجار (Explosion of Sex) کی صورت میں سامنے آئے گا۔

(۴) فتنۂ فحش:

یہ فتنۂ ہر شئے میں فحش کے انفجار : (The Explosion of Affluence & Extravagance) کی صورت میں سامنے آئے گا۔ اس کی درج ذیل شکلیں ہوں گی:

(۱) فتنۂ کثرت پیداوار (Explosion of Over-Production)

(۲) فتنۂ کثرت ترسیل (Explosion of Over-flow)

(۳) فتنۂ کثرت استعمال (Explosion of Over-utilization)

(۴) فتنہ کثرت ضیاع (Explosion of Over-wastage)

(۵) فتنہ تنافس:

یہ فتنہ ہر دنیاوی شئے کے لئے تنافس کے انفجار (Explosion of Competition) کی صورت میں سامنے آئے گا۔

(۶) فتنہ دجال اکبر دراصل "فتنہ تفریق دین و مذہب" (Separation of Deen & Religion) ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ فتنہ دجال اکبر میں دین کا مذہب سے اور قرآن وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معروف فقہ اور فقہی اصول وقوانین سے فرق اور الگاؤ حتی کہ کھلا تصادم ہوجائے گا۔

چنانچہ نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ جب دین اللہ اور دینی قیادت حضرت طالوت کی طرح مسلمانوں کو دجال اکبر اور فتنہ دجال اکبر سے بچنے کے لئے پانی پینے سے روکے گی تب مذہب اور مذہبی قیادت یعنی 'علماء وقت' اور فقہا اصل دین کو غیر اسلامی قرار دیں گے اور کہیں گے کہ پانی شرعاً حلال ہے اور اس کا پینا جائز ہے۔ (البقرہ ۲۴۹)

(۷) فتنہ دجال اکبر 'فتنہ خبث' ہے۔ یہ فتنہ حلال اور طیب کو ختم کرکے حرام وخبث کو ترقی اور توسیع دینے کا فتنہ ہے۔ یہ فتنہ غذا، لباس، رہائش گاہ، سفر، کسب، اعمال، عبادات، معاملات اور تعلیم کو خبث سے بھر دینے کا فتنہ ہے۔

(۸) فتنہ دجال اکبر اور ظہور دجال قیامت کی شرطوں اور اس کے آنے کی علامتوں میں سے اہم علامتیں ہیں۔ لہذا فتنہ دجال اکبر اور ظہور دجال اکبر دراصل قیامت کی آمد کی آمد کی خبر ہیں جس کی درج ذیل ممکنہ ترتیب ہوسکتی ہے:

(۱) الملحمۃ الکبری یا الملحمۃ العظمی یعنی ایک ایسی عظیم عالمی جنگ کا چھڑنا جس میں حق اور باطل ایک دوسرے سے لڑیں گے۔ اس جنگ میں اسلام، عالم اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف باطل عالمی جنگ چھیڑ دے گا۔ یہ عالمی جنگ کئی سالوں

تک جاری رہے گی۔

(۲) غزوۂ ہند: اس متوقع الملحمۃ الکبری کے درمیان ایک اور جنگ ہوگی جو بے حد مہیب اور خوفناک ہوگی اس جنگ کا نام غزوۂ ہند ہوگا۔

(۳) غزوۂ روم

(۴) غدر روم

(۵) فتح قسطنطنیہ

(۶) ظہور دجال

(۷) نزول حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

(۸) قتل دجال

(۹) ظہور یاجوج ماجوج

(۱۰) خاتمہ یاجوج وماجوج

(۱۱) توسیع عہد نبوت ورحمت

(۱۲) وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(۱۳) قرآن کا اٹھالیا جانا

(۱۴) دابۃ الارض کا ظہور

(۱۵) سورج کا مغرب سے نکلنا

(۱۶) قیامت کا آجانا

(۹) دجال اکبر، دجالی فرقہ، دجالی فوج اور ان پر مشتمل دجالی نظام سارے انسانوں کو اور بالخصوص اہل ایمان کو فتنہ دجال میں مبتلا کرکے دجالی نظام کا حصہ بنانے کی کوشش کریں گے حتی کہ انہیں پہلے لالچ دے کر اور بالآخر بے تحاشا قوت کے استعمال سے مجبور کرکے اس کا حصہ بنانے کی کوشش کریں گے۔

(الف) دجالی نظام اس کی کوشش کرے گا کہ اہل ایمان اور ان کی

زندگیاں سائنس اور ٹکنالوجی اور ان کی بنائی ہوئی دنیا کا زیادہ سے زیادہ حصہ بن جائیں تا کہ اس سے الگ نہ ہوسکیں۔

(ب) دجالی نظام اس کی کوشش کرے گا کہ اہل ایمان اور ان کی زندگیاں مال اور بنون (Movable & Immovable Wealth) سے بھڑ کے ہوئے دجالی نظام کا زیادہ سے زیادہ حصہ بن جائیں تا کہ اس سے الگ نہ ہوسکیں۔

(ج) دجالی نظام اس کی کوشش کرے گا کہ اہل ایمان اور ان کی زندگیاں جنس (Sex) کے دجالی نظام کا زیادہ سے زیادہ حصہ بن جائیں تا کہ اس سے الگ نہ ہوسکیں۔

(د) دجالی نظام اس کی کوشش کرے گا کہ اہل ایمان اور ان کی زندگیاں فحش (Affluence & Extravagance) کے دجالی نظام کا زیادہ سے زیادہ حصہ بن جائیں تا کہ اس سے الگ نہ ہوسکیں۔

(ہ) دجالی نظام اس کی کوشش کرے گا کہ اہل ایمان اور ان کی زندگیاں تنافس ومنافست (Competition) کے دجالی نظام کا زیادہ سے زیادہ حصہ بن جائیں تا کہ اس سے الگ نہ ہوسکیں۔

(۱۰) جہاں دجال اکبر، دجالی فرقہ، دجالی فوج اور ان پر مشتمل دجالی نظام باہر سے اہل ایمان کو لالچ دینے یا ان کو مجبور کرنے کی کوشش کریں گے وہیں اندر سے منافقین اہل ایمان کو ورغلا کر اور گمراہ کر کے دجالی نظام کا حصہ بنانے کی کوشش کریں گے۔

چنانچہ وہ درج ذیل کام کریں گے:

(الف) اہل ایمان کو اقامت ایمان سے روکیں گے (اقامت ایمان کے لئے ملاحظہ فرمائیں دجال جلد دوم)

(ب) اہل ایمان کو اقامت صلوٰۃ سے روکیں گے (اقامت صلوٰۃ کے لئے ملاحظہ فرمائیں دجال جلد دوم)

(ج) اہل ایمان کو اقامت ختنہ سے روکیں گے (اقامت ختنہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں دجال جلد دوم)

(د) اہل ایمان کو اقامت نکاح سے روکیں گے (اقامت نکاح کے لئے ملاحظہ فرمائیں دجال جلد دوم)

(ہ) اہل ایمان کو اقامت زکوٰۃ سے روکیں گے۔

(و) اہل ایمان کو اقامت شہادت سے روکیں گے (اقامت شہادت کے لئے ملاحظہ فرمائیں دجال جلد دوم)

(ز) اہل ایمان کو اقامت جہاد سے روکیں گے (اقامت جہاد کے لئے ملاحظہ فرمائیں دجال جلد دوم)

چنانچہ وہ ساری کوششیں، دلیلیں، لالچ اور دباؤ جو امت مسلمہ کو اقامت ایمان، اقامت صلوٰۃ، اقامت ختنہ، اقامت نکاح، اقامت زکوٰۃ، اقامت شہادت اور اقامت جہاد کو محدود کرنے، روکنے یا کلی طور پر ختم کرنے کے لئے ہوں فی الواقع ابلیس اور دجال اکبر سے متعلق ہیں اور ایسا کرنے والے دجال اکبر وابلیس کے آلۂ کار۔

(۱۱) ابلیس، دجال اکبر، دجالی فرقہ، دجالی افواج اور دجالی نظام کے فتنوں سے بچنے کے لئے ناگزیر ہے کہ تمام اہل ایمان انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنے افکار واعمال کو:

(۱) آیت محکمہ

(۲) سنت قائمہ اور

(۳) فریضۂ عادلہ

کے مطابق بلا تاخیر اس طرح ڈھال لیں کہ وہ:

(۱) اخروی ضرورتوں یعنی معرکۂ دجال میں اہل ایمان کی ساری ضرورتوں اور ان کے سارے مقاصد کی تکمیل کر سکیں،

(۲) اخروی ضرورتوں یعنی استقبال حضرات مہدی وعیسیٰ ابن

مریم علیہما السلام اور استقبال عہد نبوت ورحمت کی ساری ضرورتوں اور ان کے سارے مقاصد کی تکمیل کر سکیں اور

(۳) اخروی ضرورتوں یعنی بعث بعد الموت کی ساری ضرورتوں اور ان کے سارے مقاصد کی تکمیل کر سکیں۔

(آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں دجال جلد دوم)

(۱۲) ابلیس، دجال اکبر، دجالی فرقہ، دجالی افواج اور دجالی نظام کے فتنوں سے بچنے کے لئے ناگزیر ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ عام جائزے کے مطابق کھلا نقصان اور پریشانی حتی کہ کھلی ہلاکت کدھر نظر آرہی ہے۔ چنانچہ جس جانب کھلا نقصان، کھلی پریشانی اور کھلی ہلاکت نظر آرہی ہو ادھر سے ہی دجال اکبر کے فتنوں سے بچنے کی محفوظ راہ نکلتی ہے۔

جس جانب آگ پائی جائے ادھر ہی ٹھنڈا پانی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمؑ کی پیدائش سے قیامت تک دجال سے بڑا کوئی امر نہیں ہے (رواہ مسلم)

دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی، جس کو لوگ پانی سمجھیں گے وہ جلا ڈالنے والی آگ ہوگی اور جس کو آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا شیریں پانی ہوگا۔ تم میں سے جو بھی اسے پائے تو اس میں جائے جسے آگ سمجھے کیونکہ وہ میٹھا ٹھنڈا اور اچھا پانی ہوگا۔ (متفق علیہ)

(۱۳) ابلیس، دجال اکبر، دجالی فرقہ، دجالی فوج اور دجالی نظام کے فتنوں سے بچنے کے لئے لازمی ہے کہ جس جانب ظاہری آنکھوں سے کھلا فائدہ، کھلی آسانی اور کھلی ترقی وخوشحالی نظر آرہی ہو ادھر ہی دجال اکبر کے فتنے اور ہلاکت ہیں۔ جس جانب بظاہر پانی نظر آئے ادھر ہی آگ ہے۔

(۱۴) 'دجال اکبر' کے اپنی اصلی صورت اور جسم کے ساتھ ظاہر ہونے کے سبب 'فتنۂ دجال اکبر' کا آخری مرحلہ روئے ارض پر 'کائناتی جنگ' کی صورت اختیار کرلے گا۔

امتی سطح: اجتماعیاتی: انتظامی

(۱) فتنۂ دجال اکبر دراصل 'فتنہ برائے خاتمۂ ہدیٰ' ہے۔ ہدیٰ سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو دی جانے والی ہدایت ہے۔ سب سے آخری اور سب سے اور سب کا جامع ہدیٰ نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا جانے والا قرآن ہے۔ چنانچہ فتنۂ دجال اکبر دراصل ہدیٰ یعنی قرآن اور قرآن پر قائم کئے جانے والے نظام کا خاتمہ ہے۔

(۲) فتنۂ دجال اکبر دراصل 'فتنہ برائے خاتمۂ سنت' ہے۔ سنت سے مراد اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسان کو دیئے جانے والے ہدیٰ کی عملی صورت اور نمونہ ہے۔ ایسی سب سے آخری عملی صورت اور ایسا جامع نمونہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اس سنت پر قائم نظام ہے۔

(۳) فتنۂ دجال اکبر دراصل 'فتنۂ خاتمۂ حکم' یعنی نظام ہدیٰ وسنت' ہے۔ اللہ کے آخری رسول آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے ارض پر ابلیس کو شکست فاش دی اور میثاق ابراہیمی کی تکمیل کرتے ہوئے روئے ارض کے ایک حصے پر بالفعل 'الحکم' یعنی 'ملک اللہ' کی اقامت فرمائی۔ روئے ارض پر ان معنوں میں قائم ہونے والا یہ پہلا اور سب سے جامع نظام 'ہدیٰ وسنت' تھا۔ ایسا جامع نظام آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ پر پوری طرح قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ فتنۂ دجال اکبر اسی نظام کا خاتمہ ہے۔

(۴) فتنۂ دجال اکبر دراصل 'فتنہ برائے خاتمہ خلافت علی منہاج النبوۃ' ہے۔ خلافت علی منہاج النبوۃ سے مراد نظام نبوی کے عین مطابق روئے ارض پر قائم نظام اور قیادت دینی ہے۔ یہی نظام اور قیادت دینی تا قیامت امت مسلمہ کا قائم رکھا جانے والا ماڈل ہے۔ اس نظام اور قیادت کو قائم اور مستحکم رکھنا امت مسلمہ کا فرض منصبی ہے۔ اس نظام اور قیادت کا انحطاط اور زوال اسلام اور امت مسلمہ کی حیثیت کا انحطاط اور زوال ہے۔ فتنۂ دجال اکبر

دراصل اسی نظام اور قیادت کا خاتمہ ہے۔ فتنۂ دجال اکبر دراصل آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ پر قائم نظام اور قیادت کو زوال آمادہ کرنے (Devolution)، تحلیل کرنے (Dilution)، خارج کرنے (Extermination) اور بے دخل کرنے (Liquidation) حتیٰ کہ بالکلیہ ختم کر دینے کا دوسرا نام ہے۔ چنانچہ فتنۂ دجال اکبر نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ روئے ارض پر آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ کے عین مطابق قائم کردہ نظام اور قیادت کو ختم کرنے کا کام انجام دیتا آرہا ہے۔ فتنۂ دجال اکبر کے ذریعہ انجام پانے والا یہ عمل نظام سے لے کر فرد کی سطح تک آچکا ہے یعنی اعلیٰ ترین اجتماعی سطح سے سب سے نچلی انفرادی سطح تک۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قائم کردہ نظام درج ذیل ترتیب سے منہدم کیا جاتا رہا ہے:

(۱) فتح ردم یاجوج ماجوج (یاجوج ماجوج کے شگاف کا کھل جانا):

ظہور فتنۂ دجال اکبر کا یہ وہ مرحلہ ہے جس کی خبر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ اور اپنی وفات کے مابین دی۔

(۲) منع زکوٰۃ وارتداد:

فتنۂ دجال اکبر کا یہ پہلا انفجار تھا جس نے 'الحکم' پر پہلی ضرب لگائی۔ یہ واقعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حجۃ الوداع میں اپنی متوقع وفات کا اعلان کر دینے کے بعد وفات سے چند ہفتوں قبل ہوا۔

(۳) شہادت قراء:

فتنۂ دجال اکبر کا یہ دوسرا انفجار تھا جو مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال کے دوران ہوا جس کا مقصد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قرآن کو روئے ارض سے ختم کر دینا تھا۔

(۴) شہادت عمر:

فتنۂ دجال اکبر کا یہ تیسرا سب سے بڑا انفجار تھا جس کا مقصد تھا فتنۂ

دجال اکبر کو سب سے زیادہ جاننے والے اور اس کا بھرپور مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھنے والے شخص کا خاتمہ۔ یہ انفجار اس دروازے کے ٹوٹنے کا باعث ہوا جو فتنوں کو روکنے والا سب سے مضبوط دروازہ تھا۔ اس دروازہ کے ٹوٹتے ہی فتنۂ دجال اکبر موج در موج در آنے لگا۔

(۵) شہادت عثمان:

فتنۂ دجال اکبر کا یہ چوتھا انفجار تھا۔ اس انفجار کا مقصد تھا روئے ارض سے 'خلافت نبوت' کا خاتمہ۔

(۶) جنگ جمل، جنگ حنین، جنگ نہروان اور شہادت علی:

فتنۂ دجال اکبر کا یہ پانچواں انفجار تھا جو شہادت علی کرم اللہ وجہہ پر منتج ہوا۔

(۷) دستبرداری حسن، شہادت حسن اور ملوکیت کا قیام:

فتنۂ دجال اکبر کا یہ چھٹا انفجار تھا جو خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ کے خاتمے اور ملوکیت کے قیام (۶۶۱ عیسوی) پر منتج ہوا۔

(۸) ملکا عاضا (کاٹ کھانے والی بادشاہت) کا قیام، شہادت حسین اور قتل عام حرہ:

فتنۂ دجال اکبر کا یہ ساتواں انفجار تھا جس نے آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ پر استوار نظام اور قیادت کا خاتمہ کر دیا۔

(۹) ملکا عاضا کا خاتمہ اور کائن جبریۃ کا قیام:

فتنۂ دجال اکبر کا یہ ساتواں بڑا انفجار تھا جو ۱۲۱۷ سے شروع ہوا اور جس نے ۱۲۵۸ آتے آتے ملکا عاضا (کاٹ کھانے والی حکومت) کا خاتمہ اور کائن جبریۃ (ظلم وجبر کی حکومت) کا قیام کر دیا۔

(۱۰) کائن جبریۃ (ظلم وجبر کی حکومت) کا خاتمہ اور کائن عتوا (ظلم، سرکشی کی حکومت) کا قیام:

فتنۂ دجال اکبر کا یہ آٹھواں انفجار تھا جو ۱۶۹۹ سے شروع ہوا اور ۱۷۸۹

آتے آتے اس نے کائن جبریہ کا خاتمہ اور کائن عتوا کا قیام کردیا۔

(۱۱) الغاء خلافت (خلافت کا خاتمہ)، خاتمۂ صلاح فی الارض اور اقامت فسادفی الارض:

فتنۂ دجال اکبر کا یہ نواں انفجار تھا جو ۱۸۳۹ سے ہونا شروع ہوا اور بالآخر ۱۹۲۳ میں خلافت اسلامیہ کے خاتمے اور پوری روئے زمین کو خطۂ فسادفی الارض بنا ڈالنے پر جا کر ختم ہوا۔

(۱۲) قیام مجلس اقوام متحدہ وقیام مدینۂ اسرائیل:

فتنۂ دجال اکبر کا یہ دسواں انفجار تھا جو ۱۹۲۹ سے ہونا شروع ہوا اور بالآخر ۱۹۴۵ میں قیام مجلس اقوام متحدہ اور ۱۹۴۸ میں قیام مدینۂ اسرائیل پر منتج ہوا۔

(۱۳) قبضۂ بیت المقدس، سانحہ مسجد اقصیٰ، جنگ بنگلہ دیش، جنگ رمضان، شہادت فیصل، معاہدۂ کیمپ ڈیوڈ ۱۹۷۸، افغانستان پر سوویت حملہ، ایران عراق جنگ، جنگ خلیج اور انہدام بابری مسجد:

یہ فتنۂ دجال اکبر کا گیارہواں انفجار تھا جو ۱۹۶۷ سے شروع ہوا اور بالآخر بابری مسجد کے انہدام پر جا کر منتج ہوا۔ بابری مسجد کا انہدام کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ پچاس سے زاید مسلم ملکوں اور ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے روئے ارض پر بنا 'اللہ کا گھر' علانیہ طور پر ڈھادیا گیا۔

(۱۴) اسلام اور اہل اسلام کے خلاف دہشت گردی کے نام پر عالمی جنگ کا اعلان:

فتنۂ دجال اکبر کا یہ تازہ ترین انفجار ہے جس کا آغاز ۲۰ ستمبر ۲۰۰۱ سے ہو گیا ہے۔ اس انفجار کا مقصد ہے:

(۱) اسلام کو دہشت گردی قرار دینا

(۲) اسلامی احکام کو دہشت گردی قرار دینا

(۳) اسلامی شعائر کو دہشت گردی کے شعائر قرار دینا

(۴) اسلامی شعائر کی پاسدار اور اسلامی احکام پر عامل حکومتوں کو دہشت گرد حکومت قرار دینا

(۵) اسلامی شعائر کے پاسدار اور اسلامی احکام پر عامل معاشروں کو دہشت گرد معاشرہ قرار دینا

(۶) اسلامی شعائر کی پاسدار اور اسلامی احکام پر عامل اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کوشاں تنظیموں اور تحریکوں کو دہشت گرد تنظیم اور تحریک قرار دینا

(۷) اسلامی شعائر کے پاسدار اور اسلامی احکام پر عامل افراد کو دہشت گرد فرد قرار دینا چنانچہ ان کے نقطۂ نظر سے اس 'دہشت گرد' نظام، ان پر قائم معاشروں، حکومتوں، تنظیموں، تحریکوں اور افراد کا پوری دنیا میں خاتمہ کردینا۔ یعنی آیت محکمۃ، سنت قائمۃ اور فریضۂ عادلہ پر قائم یا اس کے لئے کوشاں تمام.....

(۱) قیادت

(۲) حکومتوں

(۳) معاشروں

(۴) تنظیموں اور تحریکوں اور

(۵) افراد کا خاتمہ کردینا

(۱۵) فتنۂ دجال اکبر، دجال اکبر، دجالی فرقہ اور دجالی فوج کا مقابلہ کرنے اور استقبال حضرات مہدی وعیسیٰ کے لئے ناگزیر ہوگا کہ روئے ارض پر آیۃ محکمۃ، سنت قائمۃ، اور فریضۂ عادلہ پر قائم یا اس کے لئے کوشاں.....

(۱) قیادت

(۲) حکومت

(۳) معاشرت اور

(۴) افراد کی تشکیل کی جدوجہد کو پوری توانائی اور یکسوئی سے جاری رکھنا۔

(۱۶) فتنہ دجال اکبر سے مقابلہ کرنے اور استقبال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ناگزیر ہے کہ پوری امت مسلمہ امت کی سطح پر 'ربانی اتھارٹی' کے حامل قائد کی تلاش جاری رکھے۔

(۱۷) 'ربانی اتھارٹی' کے حامل قائد کے درج ذیل صفات نمایاں یا تحقیق کرنے پر ثابت ہوں گے۔

(۱) وہ فی زمانہ آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضہ عادلہ کو سب سے زیادہ گہرائی سے جاننے والا ہوگا۔

(۲) وہ فی زمانہ آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضہ عادلہ پر سب سے زیادہ عامل ہوگا۔

(۳) وہ فی زمانہ طاغوت کی سب سے واضح پہچان رکھنے والا ہوگا۔

(۴) وہ فی زمانہ طاغوت کے خلاف استقامت کا حامل ہوگا۔

(۱۸) 'ربانی اتھارٹی' یعنی 'ملک اللہ کی اقامت' کی جدوجہد کرنا پوری امت مسلمہ کے ایک ایک فرد پر 'فرض عین مطلق' ہے۔ چنانچہ روئے ارض پر 'ربانی اتھارٹی' کی اقامت کی جدوجہد ہمہ دم جاری رہے گی خواہ اس میں کامیابی نہ ہو یا ناکامی پر ناکامی ہاتھ آئے۔ یہاں تک کہ امام المہدی یعنی حضرت مہدی علیہ السلام ہی اسے بالآخر قائم کرنے میں کامیاب ہوں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے ذریعہ ہی کسی ایسی 'ربانی اتھارٹی' کے قیام کے ممکن ہونے کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ یہ جدوجہد ترک کر دی جائے یا حضرت مہدی کی آمد تک ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر انتظار کیا جائے۔ بات یہ نہیں کہ ایک ایسی 'ربانی اتھارٹی' حضرت مہدی کے ذریعہ قائم ہوگی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضہ عادلہ پر

پوری طرح قائم ایک ربانی اتھارٹی جو قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے وہی امام المہدی ہوگا۔ یہی ان کی بنیادی پہچان قائم ہوگی کہ وہ ایک ایسی اتھارٹی قائم کر پائیں گے۔ ورنہ فتنہ دجال اکبر کے اس آخری مرحلے میں یعنی ۱۹۲۳ میں الغاء خلافت کے بعد آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضہ عادلہ پر مبنی 'ربانی اتھارٹی' قائم کرنا تو دور کی بات ہے کوئی قرآن وسنت کی بنیاد پر قیادت کے لئے کھڑا ہونے کی بھی سکت نہیں رکھے گا۔

(۱۹) امت مسلمہ صرف اور صرف 'امت' ہے۔ اس کی صرف ایک سطح ہے اور وہ امتی سطح ہے۔ اس کا وجود ایک واحد چٹان کی طرح (Monolithic) ہے۔ یہ سینکڑوں اور ہزاروں کیا دو چار چٹانوں، پتھروں یا اینٹوں کی بنی ایک عمارت بھی نہیں بلکہ ایک اور صرف ایک چٹان ہے۔ صرف ایک جسد۔ یہی اس کی شناخت ہے۔ لہذا اس امت میں کسی مذہب، کسی مسلک، کسی مشرب کا وجود نہیں۔ یہاں صرف قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اور یہی اس کی شناخت اور اس کی سطح ہے۔ اس شناخت اور اس سطح کے علاوہ ہر شناخت اور ہر ایسی سطح جو امت کو تقسیم کرتی ہے دراصل ابلیسی شناخت اور سطح ہے۔

چنانچہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف امت کی سطح کے قائد ہوں گے۔ جو امت کے علاوہ کسی اور سطح اور شناخت پر ہوگا یعنی جو قرآن وسنت کے علاوہ کسی اور مذہب، مسلک یا مشرب پر ہوگا اس کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

(۲۰) امت کی اعلیٰ ترین سطح 'ملک اللہ کی اقامت' کی سطح ہوگی۔ یہی امت کی اصلی اور منصبی سطح ہوگی۔ 'ربانی اتھارٹی' کے قیام کے علاوہ کوئی اور جدوجہد اس امت کا 'نصب العین' نہیں۔

(۲۱) فتنہ دجال اکبر زمانہ کے آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ شدید تر ہوتا جائے گا۔ چنانچہ ۱۹۲۳ کے بعد 'اقامت ملک اللہ' یا 'ربانی اتھارٹی' کا قیام عالم واقعہ (On Ground & Factual Level) میں مشکل تر ہوتا جائے گا۔ چنانچہ یہ نصب العین ـــــ

(١) پہلے حصے میں 'بحائی ملک اللہ' کی جدوجہد کی حقیقی شکل میں تبدیل ہوجائے گا (یہ مرحلہ ۱۹۲۴ تک جاری رہا)

(٢) دوسرے حصے میں 'اقامت ملک اللہ' کی جدوجہد کی حقیقی شکل میں تبدیل ہوجائے گا۔ (یہ مرحلہ بھی ۱۹۹۰ میں جزیرۃ العرب میں طاغوتی فوجوں کے آنے سے ختم ہوگیا)

(٣) تیسرے حصے میں 'حفاظت بیت اللہ' کی حقیقی شکل میں تبدیل ہوجائے گا۔ یہ مرحلہ ۱۹۹۰ سے شروع ہوا ہے اور تاحال چل رہا ہے۔

(٤) چوتھے حصے میں 'حفاظت بیت اللہ' کی حقیقی شکل 'بحائی بیت اللہ' کی ہوجائے گی۔

(٥) پانچویں مرحلے میں 'حفاظت بیت اللہ' کی حقیقی شکل 'بحائی بیت اللہ' سے بھی تبدیل ہوکر 'حفاظت مساجد اللہ' حتی کہ بحائی مساجد اللہ' ہوجائے گی۔

چنانچہ فتنۂ دجال اکبر کے شدید ترین ہونے کی صورت یہ ہوجائے گی کہ عملاً 'بحائی مساجد اللہ' ہی 'اقامت ملک اللہ' تصور ہوگی اور اس جدوجہد کی قیادت کا بھی یارا کسی میں نہ ہوگا۔ جو ذات گرامی اس کی قیادت کو اٹھے گی وہی مہدی ہوگا۔ مہدی کے سوا کسی کو کھڑے ہونے کی بھی تاب نہ ہوگی۔

(٢٢) فتنۂ دجال اکبر اور دجالی نظام کا مقابلہ کرنے اور حضرت عیسی علیہ السلام کا استقبال کرنے کے لئے کی جانے والی تیاری کے بنیادی خطوط کار درج ذیل ہوں گے:

(١) جہاد کو نقطۂ کمال پر لے جانا یعنی جہاد کو داخلی اور خارجی اعتبار سے عمیق تر اور وسیع تر کرنا

(Maximisation of Jehad Intensively & Extensively)

(٢) مال اور بنون کے انفجار کو کمترین حدود تک لے جانا۔

(Minimisation of the explosion of Movable and

Immovable Wealth)

(٣) جنس کے انفجار کو کمترین حدود تک لے جانا۔

(Minimisation of the explosion of Sex)

(٤) فکر، غذا، لباس، رہائش، کسب، خرچ، پس اندازی، فرائض، حقوق، اخلاق، علمی و ذہنی تخلیقات میں فحش کے انفجار کو کمترین حدود تک لے جانا۔

(Minimisation of explosion of Extravagance & Affluence in Ideology, Food, Clothing, Accomodation, Earning, Expenditure, Savings, Rights & Duties, Morality & Ethics and Academic & Intellectual Creations.

(٥) دنیا کے تنافس کے انفجار کو کمترین حدود تک لے جانا۔

(Minimisation of explosion of the Competition in acquiring Earthly Provisions)

ایسا کئے بغیر نہ دجالی میکانزم (Mechanism) سے بچا جاسکتا ہے نہ اس کو توڑا جاسکتا ہے اور نہ اس کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

جو مومن فرد، معاشرہ، تنظیم، تحریک اور حکومت دجالی میکانزم کا جتنا شریک کار ہے یا اس پر جتنا منحصر ہے اس کے بحیثیت مومن ختم ہوجانے کے اندیشے اسی قدر زیادہ ہیں۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۴۹ میں مذکور واقعہ کی طرح دجالی نظام کے بہتے دریا سے جو جتنا پانی پئے گا اس کے اندر دجال سے لڑنے کی طاقت اسی قدر کم ہوجائے گی۔

(۱) پہلے حصے میں 'بحائی ملک اللہ' کی جدوجہد کی حقیقی شکل میں تبدیل ہوجائے گا (یہ مرحلہ ۱۹۴۷ تک جاری رہا)

(۲) دوسرے حصے میں 'اقامت ملک اللہ' کی جدوجہد کی حقیقی شکل میں تبدیل ہوجائے گا۔ (یہ مرحلہ بھی ۱۹۹۰ میں جزیرۃ العرب میں طاغوتی فوجوں کے آنے سے ختم ہوگیا)

(۳) تیسرے حصے میں 'حفاظت بیت اللہ' کی حقیقی شکل میں تبدیل ہوجائے گا۔ یہ مرحلہ ۱۹۹۰ سے شروع ہوا ہے اور تاحال چل رہا ہے۔

(۴) چوتھے حصے میں 'حفاظت بیت اللہ' کی حقیقی شکل 'بحائی بیت اللہ' کی ہوجائے گی۔

(۵) پانچویں مرحلے میں 'حفاظت بیت اللہ' کی حقیقی شکل 'بحائی بیت اللہ' سے بھی تبدیل ہوکر 'حفاظت مساجد اللہ' حتی کہ بحائی مساجد اللہ' ہوجائے گی۔

چنانچہ فتنۂ دجال اکبر کے شدید ترین ہونے کی صورت یہ ہوجائے گی کہ عملاً 'بحائی مساجد اللہ' ہی 'اقامت ملک اللہ' تصور ہوگی اور اس جدوجہد کی قیادت کا بھی یارا کسی میں نہ ہوگا۔ جو ذات گرامی اس کی قیادت کو اٹھے گی وہی مہدی ہوگا۔ مہدی کے سوا کسی کو کھڑے ہونے کی بھی تاب نہ ہوگی۔

(۲۲) فتنۂ دجال اکبر اور دجالی نظام کا مقابلہ کرنے اور حضرت عیسی علیہ السلام کا استقبال کرنے کے لئے کی جانے والی تیاری کے بنیادی خطوط کار درج ذیل ہوں گے:

(۱) جہاد کو نقطۂ کمال پر لے جانا یعنی جہاد کو داخلی اور خارجی اعتبار سے عمیق تر اور وسیع تر کرنا

(Maximisation of Jehad Intensively & Extensively)

(۲) مال اور بنون کے انفجار کو کمترین حدود تک لے جانا۔

(Minimisation of the explosion of Movable and

Immovable Wealth)

(۳) جنس کے انفجار کو کمترین حدود تک لے جانا۔

(Minimisation of the explosion of Sex)

(۴) فکر، غذا، لباس، رہائش، کسب، خرچ، پس اندازی، فرائض، حقوق، اخلاق، علمی و ذہنی تخلیقات میں فحش کے انفجار کو کمترین حدود تک لے جانا۔

(Minimisation of explosion of Extravagance & Affluence in Ideology, Food, Clothing, Accomodation, Earning, Expenditure, Savings, Rights & Duties, Morality & Ethics and Academic & Intellectual Creations.

(۵) دنیا کے تنافس کے انفجار کو کمترین حدود تک لے جانا۔

(Minimisation of explosion of the Competition in acquiring Earthly Provisions)

ایسا کئے بغیر نہ دجالی میکانزم (Mechanism) سے بچا جاسکتا ہے نہ اس کو توڑا جاسکتا ہے اور نہ اس کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

جو مومن فرد، معاشرہ، تنظیم، تحریک اور حکومت دجالی میکانزم کا جتنا شریک کار ہے یا اس پر جتنا منحصر ہے اس کے بحیثیت مومن ختم ہوجانے کے اندیشے اسی قدر زیادہ ہیں۔ سورۂ البقرہ آیت ۲۴۹ میں مذکور واقعہ کی طرح دجالی نظام کے بہتے دریا سے جو جتنا پانی پیے گا اس کے اندر دجال سے لڑنے کی طاقت اسی قدر کم ہوجائے گی۔

امتی سطح: اجتماعیاتی: مصابراتی

(۱) امت مسلمہ کی 'مصابراتی' سطح ہی دراصل امت مسلمہ کی حقیقی سطح ہے۔ 'خلافت' اسی مصابراتی سطح کی اعلیٰ ترین اور ہمہ جہت صورت کا دوسرا نام ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں 'دجال' جلد سوم)

(۲) ۱۹۲۳ کے بعد یعنی روئے ارض سے خلافت کے خاتمے کے بعد مصابرت کی حقیقی سطح تحریکی سطح ہے۔ یہی سطح امت کی سب سے اعلیٰ ترین سطح ہوگی۔

(۳) مصابرۃ کی یہ تحریکی سطح اس وقت تک جاری رہے گی جب تک امت میں حضرت مہدی کا ظہور نہیں ہو جاتا۔

(۴) ۱۹۲۳ سے امت مسلمہ میں مصابرۃ کی سطح کی تمام کوششوں کا اصل نصب العین دراصل اس قیادت کی تلاش اور ان کا حصول ہے جسے حضرت مہدی کہتے ہیں۔

(۵) لہٰذا ۱۹۲۳ کے بعد اس عنوان سے ہونے والی ایسی تمام کوششیں غیر معتبر اور جعلی قرار پائیں گی جن کا مقصد 'بحائی امت' نہ ہو۔ امت کی اس حقیقی سطح کے علاوہ کسی دوسری سطح پر اس کا تشخص 'بحائی امت' قرار نہیں پائے گا۔ لہٰذا مذہب، مسلک اور مشرب کی بنیاد پر قائم کوئی تشخص امتی تشخص نہیں ہو سکتا اور ایسے کسی تشخص کے ساتھ قائم اجتماعیت میں نہ کبھی کسی مہدی کا ظہور ہوگا نہ ان کے مابین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول۔

حضرات مہدی اور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی صورت میں آنے والی نصرت الٰہی صرف اور صرف اس 'مصابرت' میں ہوگی جو تمام مذاہب، مسالک اور مشارب سے دست بردار ہو کر صرف اور صرف قرآن اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عملی اقدامات پر قائم تشخص کی حامل ہوگی۔ ظاہر ہے کہ یہ تشخص آیت محکمۃ، سنت قائمۃ اور فریضۂ عادلہ پر پوری طرح عامل ہونے سے ہی قائم ہو سکتا ہے۔

(۶) لہٰذا دجال اکبر کا مقابلہ کرنے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کا استقبال کرنے کے لئے لازم ہے کہ روئے ارض پر اس نصب العین کے لئے کوشاں تمام لوگ 'بحائی امت' کو یقینی بنانے کے لئے یک جان ہو جائیں اور اپنے سارے افکار و اعمال کی:

(۱) آیت محکمۃ

(۲) سنت قائمۃ اور

(۳) فریضۂ عادلہ

کے مطابق ایسی توجیہ کریں اور ایسے سانچے میں خود کو ڈھال لیں کہ وہ:

(۱) اخروی معرکہ یعنی معرکۂ دجال

(۲) اخروی ذمہ داریاں یعنی توسیع زمانۂ نبوت و رحمت اور

(۳) اخروی جواب دہی یعنی بعث بعد الموت

کی ضرورتوں اور ان کے مقاصد کی تکمیل کر سکیں۔

(۷) عالم اسلام میں ۱۹۲۳ کے بعد قائم ہونے والی انتظامی سطح اور اس کی شکلیں امت کی حقیقی سطح نہیں۔ بلکہ پر فریب اور جعلی سطح ہے۔ لہٰذا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کے مطابق ان سے یا تو کسی خیر کی امید نہیں یا اگر وہ خیر برپا بھی کرنا چاہیں تو بالآخر ناکام ہو جائیں گی۔ ان اخبار و آثار سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ روئے ارض پر فساد فی الارض کے کلی تمکن کے بعد حکومتی اور سرکاری سطح سے 'ملک اللہ' کی اقامت کا کام نہیں ہو سکتا یا اگر کیا جائے گا تو ناکام ہو جائے گا۔ غالباً اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ حکومتیں اور سرکاریں اسلام کا خواہ کتنا ہی نام لیں ان کی حقیقی عمارت فساد فی الارض کی زمین پر قائم ہے۔ اس کی مثال اس مسافر کی ہے جو مغرب کی طرف رواں کسی بس کے اگلے دروازے سے داخل ہو کر اس کے پچھلے دروازے کی طرف جائے اور گمان کرے کہ وہ مغرب کی طرف نہیں بلکہ مشرق کی طرف جا رہا ہے۔ جو اجتماعیت فساد فی الارض کی بس سے اتر کر حقیقی سفر شروع کرے گی وہ فساد فی الارض کی دنیا میں حکومتی اور سرکاری سطح پر تسلیم ہی نہیں کی جائے گی۔ یہی سبب ہے کہ ۱۹۲۳ کے بعد 'اقامت ملک اللہ' کی حقیقی سطح اعلیٰ ترین حکومتی اور سرکاری ہو ہی نہیں سکتی۔

ایسی حالت میں 'مصابراتی' سطح ہی اعلیٰ ترین سطح ہوگی۔

(۸) 'مصابرت' کی سطح پر قائم کوئی اجتماعیت دجال اکبر کے فتنے کا مقابلہ کرہی نہیں سکتی اگر وہ خود کو عملاً حکومتی اور سرکاری سطح پر لانا چاہے یا اس سطح کی ضروریات پوری کرے۔

فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کی صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسی اجتماعیت خود کو جلد از جلد یا جتنی جلد ممکن ہو سکے----

(۱) انفاقی علم
(۲) انفاقی ہنر اور
(۳) انفاقی عمل

کے دائرے میں لے آئے اور اس دائرے میں رہتے ہوئے جلد از جلد ایسی تیاریاں کرے جن کی بنیاد

(۱) تعقل
(۲) تنظر
(۳) تدبر
(۴) تذکر اور
(۵) تراء ہو (مزید تفصیل کے ملاحظہ فرمائیں دجال جلد دوم صفحہ ۳۴۔۱۲۸) تاکہ وہ اجتماعیت کم سے کم وقت میں:

(۱) اپنے اردگرد فتنۂ دجال اکبر کی حقیقی صورتحال کا اور اس کے مہلکات (Threats) کا درست اندازہ و تعین کر سکے،
(۲) اس کا مقابلہ کرنے کے لئے درست اور موثر اقدامات تجویز کر سکے،
(۳) ان اقدامات کی درست اور موثر تعمیل کر سکے
(۴) اور اس معرکے میں اللہ تعالیٰ کی حقیقی نصرتوں کا خود کو اہل بنا سکے اور
(۵) جب وہ نصرتیں آئیں تو انہیں جذب کر سکے۔

فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی سطح

(۱) فتنۂ دجال اکبر روئے ارض پر برپا ہونے والا وہ بدترین اور مہیب ترین فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی انقلاب ہے، جس کا مقصد 'سنت اللہ' کا کائنات سے خاتمہ کردینا ہے۔

(۲) بعثت نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ رحمت تمام واتم کا نزول تھی جس کا مقصد کائنات میں 'مقصد ربانی' کی تکمیل، 'سنت اللہ' کی حفاظت اور ایک ایسا جامع اور ہمہ جہت فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی ارتجاء وارتقاء لانا تھا جو ابلیس کے ہر مکروکید بشمول فتنۂ دجال اکبر کو ناکام ونامراد کر کے پوری کائنات کو حقیقی کامیابی سے ہمکنار کردے۔

(۳) نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے ارض پر ایک عظیم الشان فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی ارتجاء وارتقاء کے انقلاب کو برپا کیا۔ اور وہ انقلاب تھا 'سنت اللہ' کو 'سنت نبوی' کی شکل میں روئے ارض پر عملاً جاری، ساری اور نافذ کردینا۔

(۴) حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روئے ارض کے وہ اعلیٰ ترین ارفع ترین اور جامع ترین اشخاص ہیں جو روئے ارض پر برپا ہونے والے اس عظیم الشان فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی ارتجاء وارتقاء کے انقلاب کے نمونہ، اس کے دست وبازو اور اس کی نشانی تھے۔

(۵) روئے ارض پر برپا اس عظیم الشان فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی ارتجاء وارتقاء کے انقلاب کا جو نمونہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پیش کیا وہ درج ذیل تھا:

(۱) ابرھا قلوبا (وہ قلب کے اعتبار سے 'بر' کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ گئے تھے) 'بر' سے مراد ہے عنداللہ نفس 'آدم' کا تخلیق کے وقت کی یعنی اس آدم کی---- جو گناہ سے قبل الجنہ میں تھے---- خالص ومخلص حالت وصورت میں آجانا۔ بشر کا بالکل خالص

ہو جانا۔ 'آدمیت' کا ایسی حالت کو بازیافت کر لینا جو ہر طرح کی آلودگی اور خرابی سے پاک ہو۔

(۲) اعمقھا علما (وہ علم رکھنے کے اعتبار سے اس کی عالم امکان میں آخری گہرائیوں تک پہنچ گئے تھے)۔ 'نفس آدم' کے لئے علم حاصل کرنے اور کائنات یعنی آفاق وانفس کی حقیقت کو جان لینے کے اعتبار سے عالم امکان میں جو آخری درجہ ہو سکتا ہے یہ صحابہ کرام اس درجہ تک پہنچ گئے تھے۔ وہ اس علمی مقام تک پہنچ گئے تھے جہاں تک ان سے پہلے انبیاء کو چھوڑ کر نہ کوئی انسان پہنچ سکا اور نہ آئندہ پہنچ سکتا ہے۔

(۳) اقلھا تکلفا (وہ روئے ارض پر کم ترین تکلیف (Programming) کے حامل بننے میں کامیاب ہو گئے)۔ اس سے مراد ہے کہ آفاق وانفس کے عمیق ترین حقائق کو سمجھ لینے کے بعد صحابہ کرام اس نکتہ کو پا گئے کہ روئے ارض پر مقصد ربانی کی تکمیل اتم کرنے، نہایت آسانی سے یہاں کی آزمائشوں اور ابتلاء سے گزرنے اور ابلیس اور دجال اکبر کے مکر و کید کو ناکام کرنے کے لئے 'بہترین راہ' یہ ہے کہ انسان روئے ارض پر اپنے انفرادی واجتماعی اعمال کو کم سے کم سطح (Minimal Level) پر لے آئے۔ یعنی

(۱) تمام اعمال کو 'سنت اللہ' کے دائرے میں رکھنا اور اس سے قطعاً تجاوز نہ کرنا

(۲) تمام اعمال کو سنت اللہ کے اندر 'سنت نبوی' کے دائرے میں رکھنا اور حتی الوسع تجاوز نہ کرنا

(۳) تمام اعمال کو انفاقی علم، انفاقی ہنر اور انفاقی عمل کے دائرے میں رکھنا

(۴) تمام اعمال کو انفاقی علم، انفاقی ہنر اور انفاقی عمل کے پہلے دائرے یعنی درجہ جارحہ تک حتی الوسع محدود رکھنا اور صرف مضرت کی صورت میں درجہ 'آلہ' تک جانا

(۵) اپنے تمام اعمال سے اکتشافی علم، اکتشافی ہنر اور اکتشافی عمل کو خارج کر دینا اور ان سے استفادہ نہ کرنا۔

(۶) فتنہ دجال اکبر کا آخری مرحلہ جس کے سرے پر معرکہ دجال اکبر ہے روئے ارض پر برپا ہونے والا بدترین، اور مہیب ترین فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی فساد ہے۔

(۷) فتنہ دجال اکبر کی بنیادی کوشش آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ذریعہ برپا کردہ اس عظیم الشان فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی انقلاب کو منہدم اور ناکام کر دینے کی ہے۔

(۸) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اور بطور خاص صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی وفات کے بعد فتنہ دجال اکبر کے تحت اسی کی مسلسل کوشش کی گئی کہ امت مسلمہ کے اندر اس فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی انقلاب، اس کی علامتوں اور اس کے خزانوں اور اثاثوں کو تباہ وبرباد کر دیا جائے جو قرآن اور سنت اور ان کے فہم کی صورت میں پائے جاتے تھے۔ اور ان کی جگہ ایسی چیزیں رائج کر دی جائیں جو اس انقلاب کو تلپٹ کر دیں اور دجال کے فتنے کے پھیلنے میں معاون ہوں اور آسانیاں پیدا کریں۔

(۹) فتنہ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کی اہل ایک ایسی 'صالح امت' بننے کے لئے --- جو ایک جانب اپنی توانائیوں کو یکسو کر کے ایسی بن جائے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر حضرت مہدی جیسی قیادت پیدا کریں اور اس کی حضرت عیسیٰ ابن مریم سے نصرت کریں اور دوسری جانب ایسے مہدی اور ایسے عیسیٰ کو اپنے قائد کی طرح قبول اور جذب (Accomodate) کر سکے --- لازم ہے کہ امت مسلمہ صحابہ کرام جیسے فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی ارتباء وارتقاء کو بازیافت کرے۔

(۱۰) صحابہ کرام کے مثل فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی ارتباء وارتقاء مغرب کے دجالی نظام اور اس میں رائج فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی اعمال کی نقالی کرنے سے پیدا ہو سکتا ہے اور نہ عالم اسلام میں صدیوں سے رائج خلاف قرآن وسنت فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی اعمال کو جاری رکھنے سے۔

(۱۱) فتنہ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے اور حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استقبال کرنے کے لئے لازمی ہے کہ روئے ارض پر امت مسلمہ آیت محکمۃ، سنت قائمۃ اور فریضۂ عادلہ پر مبنی ایسا فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی انقلاب لائے جو انفرادی، اجتماعی اور کائناتی ہر اعتبار سے جامع ہو یعنی امت ایسے انفرادی انتظام (Individual

اجتماعی انتظام، (Collective or Social Management) اور آفاقی انتظام (Cosmic Management) کے اعتبار سے منظم و منسجم ہو۔

(۱۲) ایک ایسے ہمہ جہت فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی ارتباء وارتقاء کے لئے درج ذیل کام ناگزیر ہیں:

(۱) ایمانی:

(الف) ایمانیات کو تمام کلامی آلودگیوں سے پاک کر کے خالص قرآن وسنت کی بنیاد پر منقح کرنا۔

(ب) توحید، رسالت، منصوبہ ربانی، معرکہ خیر وشر اور آخرت یعنی بعث بعد الموت، یوم الحساب، مقام محمود اور مقعد صدق، کو واضح اور منقح کرنا۔

(ج) سنت اللہ، آیت محکمۃ، سنت قائمہ، سنت نبوی، فریضہ عادلہ اور تمسک بالکتاب والسنۃ کو واضح اور منقح کرنا۔

(د) مندرجہ ذیل اچھے اور برے ہر قسم کے طبقات اور ان کے اعمال کو واضح اور منقح کرنا:

(الف) حواریون

(ب) اصحاب یاخذون بسنته ویقتدون بامره (یعنی رسول کی سنت کو پکڑنے اور ان کی اقتداء کرنے والے)

(ج) خلوف یقولون مالا یفعلون ویفعلون الایومرون (وہ پھر جانے والے لوگ جو ایسی بات کریں جن پر وہ عمل نہ کریں اور ایسا عمل کریں جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا)

(د) مجاہدین جو ایسے خلوف کے خلاف ید، لسان، اور قلب سے جہاد کریں۔

(ہ) ایسے لوگ جو ایسے خلوف کے خلاف ید، لسان، حتی کہ قلب تک سے جہاد نہ کریں۔

(و) 'ہر صدی کے سرے پر بھیجا جانے والا وہ شخص' جس کے بارے میں کہا گیا ہے: من یجدد لها دینها 'یعنی جو اس صدی کے لئے ابلیس کے پیدا کردہ موانع کو کاٹ چھانٹ کر حقیقی دین کی راہ نکالے

(ز) 'عدول من کل خلف 'یعنی ہر نسل میں پیدا ہونے والے عدول

(ح) غالی جو تحریف کرے

(ط) مبطل جو انتحال کرے

(ی) جاھل جو تاویل کرے

(ک) مبتدع جو بدعت کرے۔

(۲) فکری:

(الف) توحید اس کی حقیقت، اس کے متعلقات اور مظاہر کو ظاہر اور باہر کرنا

(ب) منصوبہ ربانی اور اس کے متعلقات: مظاہر اور توسیعات کو ظاہر و باہر کرنا

(ج) منصوبہ ربانی کے تحت رسالت کی حقیقت، اس کے متعلقات، مظاہر اور توسیعات کو ظاہر و باہر کرنا

(د) منصوبہ ربانی کے تحت آخرت: اس کی حقیقت، اس کے متعلقات، مظاہر اور توسیعات کو ظاہر و باہر کرنا

(ہ) منصوبہ ربانی کے تحت کلام اللہ یعنی وحی اس کی حقیقت، اس کے متعلقات، مظاہر اور توسیعات کو ظاہر و باہر کرنا۔

(و) منصوبہ رُبانی کے تحت محمد، حقیقت محمدی، ذات محمدی، ظہور محمدی اور بعثت محمدی اور ان کے متعلقات، مظاہر اور توسیعات کو ظاہر و باہر کرنا

(ز) منصوبہ رُبانی کے تحت معرکہ خیر وشر، اس کے متعلقات، مظاہر اور توسیعات کو ظاہر و باہر کرنا

(۱۳) فتنہ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے اور حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا استقبال کرنے کے لائق ہونے کے لئے لازمی ہے کہ درج ذیل علمی کام فی الفور سرانجام دیے جائیں:

(۱) آیت محکمۃ، سنت قائمہ اور فریضہ عادلہ کے تمام علمی اثاثوں کو----

(الف) ترجیح اول کے بطور 'قراناً یا قراءتاً' محفوظ کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

(ب) ترجیح دوم کے بطور 'حفظاً' محفوظ کرنے کے اقدامات کئے جائیں۔

(ج) ترجیح سوم کے بطور 'مکتوباً' محفوظ کرنے کے اقدامات کئے جائیں

(د) حتی الوسع ان علمی اثاثوں کو تصویراً یعنی تصویری صورت میں یا مائی کروفلم، مائی کروفش، مائی کرو چپس کی صورت میں یا کمپیوٹر کے اندر محفوظ Hard Disk یا CD ROM کی صورت میں رکھنے کی کوشش نہ کی جائے۔ بلکہ اس کے برخلاف اس بات کی کوشش کی جائے کہ امت مسلمہ کا پورا کا پورا آیت محکمۃ، سنت قائمہ اور فریضہ عادلہ کا علمی اثاثہ صدفی صد قراناً یا قراءتاً یا حفظاً یا پھر کم از کم مکتوباً محفوظ ہو جائے۔

(۱۴) امت مسلمہ سے متعلق تمام علمی اثاثے یعنی

(۱) ابتدائی یا اولین اثاثے (Primary Documents)

(۲) ثانوی اثاثے (Secondary Documents)

(۳) ثالثی اثاثے (Tertiary Documents)

بعینہ امت کے ہاتھوں میں محفوظ ہو جائیں۔

(۱۵) وحی، کلام اللہ یعنی قرآن کی حفاظت اور اس کی اشاعت کی بھرپور کوشش کی جائے اور وحی، کلام اللہ یعنی قرآن مخالف تمام کارروائیوں کو فی الفور بند کردیا جائے۔ اس تعلق سے درج ذیل کام سرانجام دیئے جائیں:

(۱) قرآن کو مکتوباً، مصوراً اور مسجلاً ہر صورت میں غیر مسلموں کو دینا فی الفور بند کیا جائے۔ یہ قرآن کی بدترین توہین اور فی الواقع اللہ کے خلاف 'عدوان' (Hostility) ہے۔

(۲) قرآن کو مسلمان اپنے پاس صرف قراناً، قراءتاً، حفظاً اور بحالت آخر مکتوباً محفوظ رکھنے کی بھرپور کوشش کریں۔

(۳) قرآن کو مصوراً یعنی مائی کروفلم، مائی کروفش، فوٹو اسٹیٹ بنانا یا رکھنا فی الفور بند کیا جائے۔

(۴) قرآن کو کمپیوٹر کے ذریعہ مکتوب کرنا اور CD ROM یا Hard Disk میں رکھنا فی الفور بند کیا جائے۔

(۵) قرآن کو میکانکی (Mechanically) طور پر مکتوب کرنا یعنی تمام قسم کی پرنٹنگ خواہ وہ لیتھو (Litho) ہو یا آفسیٹ (Off-set) مونو (Mono) ہو یا لینو (Lino) اسے فی الفور بند کردیا جائے۔ غیر مسلمین کو دینے کے بعد اگر کسی عمل سے قرآن کی سب سے بدترین توہین ہو رہی ہے تو وہ قرآن کو میکانکی طور پر چھاپنے سے ہو رہی ہے۔ بعض صورتوں میں ایسا کرنا غیر مسلموں کو قرآن دینے سے بڑی اور ہمہ گیر توہین ہے اور اللہ کے خلاف عدوان۔

(۶) قرآن کو صرف 'مجاز' مومن اہل علم دستی طور پر مکتوب کریں۔ بہتر تو یہی ہے کہ ایسے لوگ مکتوب کرکے اہل ایمان کو ہدیۃً دیں بصورت آخر وہ اسے قیمتاً بھی دے

سکتے ہیں۔

(۷) قرآن کا دستی طور پر مکتوب کرنا نہایت عظیم الشان عمل قرار دیا جائے۔

(۸) قرآنی آیات پر مشتمل کلینڈر اور گفٹ آئٹم کا بنانا فوری طور پر بند کیا جائے۔

(۹) قرآنی آیات پر مشتمل نقاشی کرنا خواہ وہ دیواروں پر ہوں یا کپڑوں پر اور کتبے خواہ وہ مساجد کی دیواروں پر ہوں یا مزارات پر فی الفور بند کردیئے جائیں۔

(۱۰) قرآنی آیات پر مشتمل نیون لائٹس اور سائن بورڈ بنانا فوراً بند کیا جائے۔

(۱۱) قرآنی آیات پر مشتمل ایسے نقش ونگار بنانا جو روشنی سے آسمان میں بنائے جاتے ہیں فی الفور بند کیا جائے۔

(۱۲) قرآنی آیات پر مشتمل ٹیپ ریکارڈنگ اور کیسٹس (Cassettes) کا بنانا، پھیلانا اور اس کا بجانا (Play) فی الفور بند کیا جائے۔

(۱۳) ریڈیو اور ٹی وی سے قرآن کی تلاوت کا نشر کرنا فی الفور بند کیا جائے۔

(۱۶) قرآن کی اشاعت کے لئے درج ذیل اقدامات فی الفور کیے جائیں:

(۱) اہل ایمان قولا جھرا (باآواز بلند) قولا ھمسا (زیر لب) اور قلباً زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھیں۔

(۲) مسلمانوں کا کوئی گھر ایسا نہ ہو جس میں ایک یوم یعنی چوبیس گھنٹے کے اندر گھر کا ایک ایک اہل فرد (بالکل چھوٹے بچوں اور معذور خواتین کو چھوڑ کر) نمازوں کے علاوہ کم از کم ایک آیت نہ پڑھے یا نہ سنے

(۳) مسلمانوں کا کوئی گھر ایسا نہ ہو جس میں دو فرض نمازوں کے مابین کم از کم ایک فرد کم ازکم ایک آیت جھراً ھمساً یا قلباً نہ پڑھ لے یا نہ سن لے

(۴) معاشرے میں ابتدائی تعلیم یعنی ایام رضاعت کے ختم ہونے سے لے کر پانچ سال تک کی تعلیم صرف اور صرف 'حفظ قرآن' پر مشتمل ہو۔

(۵) فتنۂ دجال اکبر کے مقابلے کے لئے یہ کام ایک مہم کی صورت میں اس طرح کیا جائے کہ آئندہ دس سالوں میں:

(۱) معاشرے کے صد فی صد بچے اور بچیاں تہائی قرآن کے حافظ ہو جائیں

(۲) معاشرے کے دو تہائی بچے اور بچیاں دو تہائی قرآن کے حافظ ہو جائیں

(۳) معاشرے کے ایک تہائی بچے اور بچیاں مکمل قرآن کے حافظ ہو جائیں۔

(۶) فتنۂ دجال اکبر سے مقابلے کے لئے ایک مہم کے بطور اس بات کی کوشش کی جائے کہ:

(۱) دس سال سے لیکر بیس سال کی عمر کے لوگ کم از کم 300 آیات کے حافظ ہو جائیں۔

(۲) بیس سال سے لیکر پچاس سال کی عمر کے لوگ کم از کم 100 آیات کے حافظ ہو جائیں

(۳) پچاس سال سے اوپر کے لوگ کم از کم 20 آیات کے حافظ ہو جائیں

(۱۷) معاشرے میں قرآن کے پڑھنے، سننے، ترجمہ پڑھنے، ترجمہ سنانے، ترجمہ سننے، قرآن کی تشریح کرنے، تشریح سنانے اور تشریح سننے، قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کا عام رواج ہو۔

(۱) مساجد میں فرض نمازوں سے قبل یا فرض نمازوں کے بعد ایک اور زیادہ بہتر ہے کہ ایک سے زائد ایسی مجلسوں کا اہتمام ہو جہاں عام لوگ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں شریک ہوں اور قرآن کا علم حاصل کریں۔ ایسی مجلسوں میں قرآن کے علم کو عام کرنے

اور قرآن کے علم کو سیکھنے کو نفل نمازوں پر ترجیح دی جائے۔

(۲) مساجد کے علاوہ بھی دیگر جگہوں پر قرآن کے علم کو عام کرنے کی مجلسیں قائم کی جا سکتی ہیں۔

(۳) قرآن کے علم کے عام کرنے کا مفہوم صرف قرآن کا معروف درس نہیں بلکہ قرآن سے متعلق جملہ امور کا علم دینا اور سیکھنا ہے۔

(۱۸) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے اور ایسی امت مسلمہ کو جو حضرت مہدی علیہ السلام جیسی قیادت کی طلب انہیں قبول اور ان کا اتباع کر سکے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا استقبال کر سکے منظم کرنے کے تعلق سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح رہنی چاہئے کہ معاصر مسلم معاشرے میں قرآن و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم محجوب ہے۔ اسی طرح معروف علماء کرام کے ذریعہ اسلامی مدارس، دار العلوموں، جامعات اور یونیورسٹیوں میں دیا جانے والا علم ناکافی اور ناقص ہے اور ایک ایسے عظیم الشان انقلاب کے لئے ان کے اساتذہ قطعاً قطعاً تیار اور اہل نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اس عنوان سے امت سخت بحران کا شکار ہے۔ لہذا امت میں قرآن و سنت کو عام کرنے کے نام پر اگر یہی علم اور آداب پھیلائے گئے تو وہ نہ صرف یہ کہ مفید مطلب نہیں ہوں گے بلکہ الٹے تباہ کن ثابت ہوں گے۔ یہ صورت حال یقیناً بحرانی ہے لیکن امید ہے کہ اگر امت مسلمہ کی حقیقی حیویت بیدار ہو جائے اور علماء وقت اپنی چلی آرہی روش کو چھوڑ کر خود کو دین اللہ کے سپرد کر دیں اور امت حقیقی دینی روش اور مزاج کی پہچان پیدا کر لے تو عین ممکن ہے کہ یہ بحران حل ہو جائے۔

(۱۹) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے اور حضرت مہدی کو قبول اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کا استقبال کرنے کے لئے لازمی ہے کہ امت میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم عام کیا جائے اور پوری امت کو اس کے عین مطابق استوار کیا جائے۔

(۲۰) سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے چند امور کا واضح ہو جانا ضروری ہے:

(۱) یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم معروف

معنوں میں صرف حدیث میں مذکور سنن کا علم نہیں۔

(۲) اسی طرح یہ بات بھی واضح رہنی چاہئے کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے مستند اور مکمل ذخیرہ قرآن مجید ہے۔

(۳) اسی طرح یہ بات بھی واضح رہنی چاہئے کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کا مفہوم معروف معنوں میں حدیث کے مطابق عمل کرنا نہیں۔

(۴) اسی طرح یہ بات بھی واضح رہنی چاہئے کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر فیصل قرآن ہے نہ کہ حدیث۔ اس لئے کہ:

(۱) اس جاری سنت پر حتمی مہر وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لگی۔

(۲) وفات نبوی نزول قرآن کے بند ہونے کا سبب بنی۔

اس طرح قرآن ہی دراصل پوری سنت نبوی کا مکمل احاطہ کرنے والا مستند ترین صحیفہ ہے۔

(۳) احادیث قرآن کی شرط پر تفصیلات کا درجہ رکھتی ہیں۔

(۲۱) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے اور حضرت مہدی جیسی قیادت کے طلب، قبول اور ان کا اتباع کرنے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا استقبال کرنے کے لئے لازمی ہے کہ معاشرے میں سنت کا علم اور اس پر عمل عام کیا جائے۔

(۲۲) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے، حضرت مہدی جیسی قیادت کو جذب کرنے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم جیسی نصرت پانے کے لئے ضروری ہے کہ امت مسلمہ کا ایک ایک فرد، اس کا معاشرتی نظم اور اس معاشرتی نظم کے سبب آفاقی صورتحال (Cosmic Situation) سنت نبوی کے عین مطابق ہو جائے۔ یعنی

(۱) انفرادی نظم (Individual Management)

(۲) معاشرتی نظم (Social Management)

(۳) آفاقی نظم (Cosmic Management)

پوری طرح سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم ہو جائے۔

(۲۳) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ امت مسلمہ کے اہل علم کثیر الفنون (Multi-disciplinary) صلاحیت پیدا کریں۔ اس تعلق سے ہر سطح پر فوری کارروائی کی جائے۔

(۲۴) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ امت مسلمہ کے اہل علم کثیر الألسنة (Multi-Lingual) ہوں۔ امت میں یہ صلاحیت جلد از جلد پیدا کی جائے۔

(۲۵) کثیر الألسنة (Multi-Lingual) صلاحیت سے مراد ہے---

پانچ اقسام کی زبانوں میں درک پیدا کرنا ہے۔ پانچ اقسام کی یہ زبانیں درج ذیل ہیں:

(۱) وہ زبانیں جن میں کتاب نوح، کتاب ادریس، صحیفۂ ابراہیم، کتاب اسمٰعیل، صحیفۂ موسیٰ، توراۃ، کتاب مریم اور انجیل مکتوب چلی آتی رہی ہیں۔ مثلاً سمیری، عقاوی، اسیریائی، عبرانی، ارامی، کلدانی، یونانی، سنسکرت، مصری، وغیرہ

(۲) عربی مبین

(۳) وہ زبانیں جن میں اسلامی علمی اثاثہ کثرت سے محفوظ ہے مثلاً عربی، فارسی، ترکی، اردو وغیرہ

(۴) وہ زبانیں جو عہد حاضر میں علمی زبانیں قرار دی جاتی ہیں۔ مثلاً لاطینی، انگریزی، جرمن، فرانسیسی، روسی، اسپینی، وغیرہ

(۵) وہ زبانیں جو اس وقت عالم اسلام میں لوگوں کی مادری زبانیں ہیں۔

(۲۶) کثیر الالسنۃ صلاحیت سے مراد ہے:

(۱) معلمی صلاحیت (Encyclopaedic Efficiency) پیدا کرنا یا

(۲) علمی صلاحیت (Academic & Intellectual Efficiency) پیدا کرنا یا

(۳) لکھنے، بولنے اور پڑھنے کی صلاحیت پیدا کرنا **یا**

(۴) لکھنے اور پڑھنے کی صلاحیت پیدا کرنا یا صرف

(۵) بولنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

سلامتی سطح

(۱) فتنۂ دجال اکبر کا آخری مرحلہ دفاع اور سلامتی کے امور سے عبارت ہے۔

(۲) فتنۂ دجال اکبر کا آخری مرحلہ تین مدارج کے دفاعی احوال سے عبارت ہے:

(۱) شدید:

(۲) اشد:

(۳) ناقابل بیان و برداشت:

(۳) احوال و آثار سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت امت مسلمہ (۱۹۹۰ کے بعد) شدید کے مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔

(۴) فتنۂ دجال اکبر کے ہر مرحلے میں جہاد 'مقصد ربانی' اور امت مسلمہ کے برپا کئے جانے کے مقاصد کی تکمیل اور پورے نوع آدم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی واحد سبیل ہے۔

(۵) جہاد سے مراد 'اقامت اعلاء کلمہ' اور اقامت 'قتال فی سبیل اللہ' ہے۔ یہ اعلاء کلمہ کی اقامت وہی ہے جسے قرآن نے '**بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه**' (یوں نہیں بلکہ ہم دے مارتے ہیں حق کو باطل پر جو اس کا بھیجا بکھیر دیتا ہے) کہا ہے۔ اسی طرح قتال فی سبیل اللہ کی اقامت وہی ہے جسے قرآن نے '**یقاتلون فی سبیل الله فیقتلون ویقتلون**' (لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں یا مارے جاتے ہیں) کہا ہے اور جسے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم '**لا یکلم احد فی سبیل الله و الله اعلم بمن یکلم فی سبیله الا جاء یوم القیامة و جرحه یثعب دما اللون لون الدم و الریح ریح المسک**' (نہیں خون بہتا اللہ کی راہ میں مگر اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس کا خون بہا اس کی راہ میں ہاں قیامت میں سب کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کا خون بہا اللہ کی راہ میں اور کس کا زخم، خون کی طرح رواں ہوگا۔ رنگ خون کا رنگ اور خوشبو مشک کی خوشبو)

(۶) فتنۂ دجال اکبر کے شدید تر ہوتے ہوئے اس کا غالب گمان ہے کہ امت مسلمہ کے ہاتھوں میں اکتشافی علم، اکتشافی ہنر اور اکتشافی عمل کی جتنی توانائی اور صلاحیت ہے وہ

بے اثر اور معطل ہوتی جائے گی۔

(۷) فتنہ دجال اکبر سے مقابلہ آرائی کی آسان ترین اور موثر ترین صورت پوری امت کا جلد از جلد اور زیادہ سے زیادہ اتفاقی علم، اتفاقی ہنر اور اتفاقی عمل سے قریب تر ہوجانا ہے۔

(۸) امت مسلمہ کے اندر چھپے منافقین مسلمانوں کو باور کراتے ہیں اور امت کے فریب خوردہ اور سادہ لوح لوگ باور کرلیتے ہیں کہ مسلمانوں کی ترقی کا راز

(۱) مغربیت (Westernization)

(۲) جدیدیت (Modernization)

(۳) سائنسیت (Scientization) اور

(۴) مالی خوشحالی (Economic & Financial Affluence)

میں مضمر ہے۔

اگر:

(۱) تغرب اور مغربیت (Westernism & Westernization) ترقی کی ضمانت ہیں اور مغربیت اختیار کرکے دنیا کی غیر مسلم اقوام ترقی کرگئیں تو آخر مسلم ملکوں میں ترکی ستر سالوں میں بھی ترقی کیوں نہ کرسکا جس نے صدفی صد مغربیت اختیار کرلی تھی۔

(۲) تجدد اور جدیدیت (Modernism & Modernization) ترقی کی ضمانت ہیں اور جدیدیت اختیار کرکے دنیا کی غیر مسلم اقوام ترقی کرگئیں تو آخر مسلم ممالک مثلاً تیونس، لبنان، اور مصر ترقی کیوں نہیں کرسکے جنہوں نے جدیدیت کی رو میں بے کراں حدود تک کو پامال کردیا جسے خود امریکہ اور برطانیہ نہیں کرسکے۔

(۳) سائنسیت بلکہ سائنسی پرولتاریت (Scientization or Scientific Proletariats) ترقی کی ضمانت ہے اور سائنسی پرولتاریت اختیار کرکے دنیا کی غیر مسلم اقوام ترقی کرگئیں تو آخر مسلم ملکوں میں قزاخستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان، اور البانیہ ترقی کیوں نہ کرسکے۔

(۴) مالی خوشحالی (Economic & Financial Affluence) ترقی

کی ضمانت ہے۔ چنانچہ مالی وسائل کی کمی کا رونا رویا جاتا ہے اور مالی وسائل کی فراہمی کے Liberalization کی دہائی دی جاتی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر بے حد حساب مالی وسائل کے ہن برسنے کے باوجود مشرق وسطی کے ممالک قابل لحاظ معاشی، علمی اور صنعتی طاقت کیوں نہیں بن گئے۔ یہ بات سارے جہاں پر واضح ہے کہ امت مسلمہ اور مسلم حکومتوں کی جو عزت 1901 میں تھی اس کا عشر عشیر بھی 2001 میں باقی نہ رہا۔

(۹) فتنہ دجال اکبر سے مقابلہ آرائی کے لئے لازم ہے کہ امت میں سلامتی کے مندرجہ ذیل امور یعنی:

(۱) سلامتی تیاری (Security Preparedness)

(۲) اسٹریٹجک تیاری (Strategic Preparedness)

(۳) لاجسٹک تیاری (Logistic Preparedness)

(۴) موبیلائزیشنل تیاری (Mobilizational Preparedness)

(۵) عملیاتی تیاری (Operational Preparedness)

(۶) سروے اور جائزہ (Survey & Reconnaissance)

(۷) احتساب (Assessment)

کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق بنایا جائے۔

(۱۰) تمام سلامتی امور کے سنت نبوی کے مطابق فی الفور ڈھال لئے جانے سے مراد ہے تمام سلامتی امور کو سنت قائمہ کی اس توجیہہ (Orientation) کے مطابق بنالینا جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص فتح مکہ کے بعد اختیار فرمایا تھا اور جو 'میثاق محمدیؐ' کے تقاضوں کے عین مطابق تھی۔

(۱۱) سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی 'میثاق محمدی' کے مطابق یہ وہی توجیہہ تھی جس پر حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، عشرہ مبشرہ، اصحاب بدر، اصحاب بیعت رضوان، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن زبیر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرھم نے وفات نبوی کے بعد سختی سے عمل کیا۔

(۱۲) 'میثاق محمدی' کے تحت سنت قائمہ کی یہ توجیہہ دراصل صدفی صد معرکہ دجال اکبر اور مرحلہ ظہور دجال اکبر سے متعلق ہے۔

(۱۳) 'میثاق محمدیؐ' کے تحت سنت قائمہ کی یہ وہی توجیہہ تھی جس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری ایام میں عمل فرمایا اور خلفاء راشدین مہدئیین نے اس کا پورا پورا اتباع کیا۔ مثلاً

(۱) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت اعلان کر دیا گیا:

(الف) فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر (سو روئے زمین پر چار مہینے پھر لو)

(ب) واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بری من المشرکین ورسولہ (اعلان ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے روئے ارض کے تمام انسانوں کو حج اکبر کے دن کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے براءت کرتے ہیں)۔

(۲) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی:

اخرجوا الیھود والنصاری من جزیرۃ العرب (یہود اور نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے باہر بسا دو)

(۳) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نظام زکوٰۃ قائم فرمایا جس کا ذکر سورۃ البقرہ آیت ۲۶۱ سے شروع ہو کر ۲۷۴ تک ہے۔

(۴) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نظام ربوا یعنی نظام سود کو منہدم کر دیا۔ نظام ربوا کا یہی وہ انہدام ہے جس کا ذکر سورۃ البقرہ آیت ۲۷۵ تا ۲۸۳ تک ہے۔

(۵) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔

(۶) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔

(۷) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔

(۸) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف لشکر بھیجنے کا فیصلہ فرمایا۔

(۹) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف یک وتنہا جہاد کرنے کا عزم فرمایا۔

(۱۰) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتابت قرآن کی تجویز پیش کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس تجویز کو رد کرتے رہے اور حضرت عمر اس پر اصرار یہاں تک کہ حضرت ابوبکر نے تجویز قبول کر لی۔

(۱۱) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کا اہتمام فرمایا۔

(۱۲) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواتین کو مساجد جانے تک سے روک دیا۔

(۱۳) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یروشلم کا سفر فرمایا اور بیت المقدس کے تعلق سے مخصوص فرمان جاری فرمائے۔

(۱۴) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہندوستان کے حالات معلوم فرمائے۔

(۱۵) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو بحری مہم جوئی سے روکا اور سخت نکیر کی۔

(۱۶) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹڈیوں کے خاتمے کی اطلاع پر بے حد مضطرب ہو گئے اور دریافت احوال کے لئے ہر طرف اطلاع کروائی۔

(۱۷) یہ وہی سنت قائمہ تھی جس کے تحت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جزیرۃ العرب سے تمام یہود و نصاریٰ کو خارج کر دیا۔

(۱۴) فتنۂ دجال اکبر کے آخری مرحلے کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

(۱) خلاء (Space) ابلیس اور دجال اکبر کی مخصوص موبیلائزیشن اور اہل ایمان کے اندر خبث کے بڑھ جانے اور طیب کے گھٹ جانے کے سبب اہل ایمان کے لئے

معاندانہ (Hostile) ہوتا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

(۲) فضا (Air) ابلیس اور دجال اکبر کی مخصوص موبیلائزیشن اور اہل ایمان کے اندر خبث کے بڑھ جانے اور طیب کے گھٹ جانے کے سبب اہل ایمان کے لئے ناخوشگوار بلکہ کسی درجے میں معاندانہ (Hostile) ہوجائے گی۔

(۳) بحر (Blue Water- Ocean) ابلیس اور دجال اکبر کی مخصوص موبیلائزیشن کے سبب اہل ایمان کے لئے غیر معمولی معاندانہ (Highly Hostile) ہوجائیں گے۔

(۴) زمین (Land) ابلیس اور دجال اکبر کی مخصوص موبیلائزیشن اور اہل ایمان کے اندر خبث کے بڑھ جانے اور طیب کے گھٹ جانے کے باوجود زمین (Land) اہل ایمان کے لئے الگ الگ درجات میں موافق، موید اور دوست (Friendly) رہے گی۔

(الف) زرخیز و شاداب میدانی علاقے رفتہ رفتہ ناموافق ہوتے جائیں گے۔

(ب) صحرا اور پہاڑ اور وادیاں ظہور دجال کے وقت بھی موافق اور موید رہیں گی۔

(ج) روئے ارض کے نباتات بطور خاص فطری اور خودرو نباتات اہل ایمان کے لئے موافق اور موید رہیں گی۔

(د) روئے ارض کے حلال جاندار، بار برداری کے مویشی اور ان سب میں بالخصوص بکریاں، اونٹ اور گھوڑے اہل ایمان کے لئے موافق اور موید رہیں گے۔

(ہ) برف پوش پہاڑ اہل ایمان کے لئے موافق اور موید رہیں گے۔

(و) برسرزمین اور زیرزمین قابل رہائش مقامات موافق اور موید رہیں گے۔

(ز) نباتات میں گھاس اور بیلیں اہل ایمان کی ازحد موافق رہیں گی۔

(۱۵) فتنۂ دجال اکبر کے آخری مرحلے میں امت مسلمہ خلائی صلاحیت پر کم سے کم انحصار کرے۔ اغلب گمان ہے کہ یا تو یہ اہل ایمان کے لئے بہت موثر ثابت نہیں ہوگی یا رفتہ رفتہ مضر ہوتی جائے گی۔

(۱۶) فتنۂ دجال اکبر کے آخری مرحلے میں امت مسلمہ فضائی صلاحیت پر بھی کم سے کم انحصار کرے۔ اغلب گمان ہے کہ یا تو یہ صلاحیت اہل ایمان کے لئے بہت موثر ثابت نہیں

ہوگی یا رفتہ رفتہ غیر موثر ہوتی جائے گی۔

(۱۷) فتنۂ دجال اکبر کے آخری مرحلے میں امت مسلمہ بحری صلاحیت (Blue Water Capability) پر بھی کم سے کم انحصار کرے۔ اغلب گمان ہے کہ یا تو یہ صلاحیت اہل ایمان کے لئے بہت موثر ثابت نہیں ہوگی یا بہت جلد غیر موثر ہوجائے گی۔

(۱۸) فتنۂ دجال اکبر سے مقابلہ کرنے کے لئے امت مسلمہ زیادہ سے زیادہ بری صلاحیت پر انحصار کرے اور اسی صلاحیت سے استفادہ کرے۔

(۱۹) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے بری صلاحیت پر انحصار کرتے ہوئے زیر زمینی وسائل (Underground Facilities) کا زیادہ سے زیادہ استفادہ کرے۔

(۲۰) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ اہل ایمان:

(۱) صحرا، پہاڑ، وادی، یخ بستہ علاقوں اور تپتے صحراؤں میں ہر طرح کے حالات میں رہنے، کھانے، پینے اور پہننے کی عادت ڈالیں۔

(۲) تیرنے، گھوڑ سواری کرنے اور پہاڑوں پر چڑھنے اور تہہ خانوں اور غاروں میں رہنے کی عادت ڈالیں۔

(۲۱) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ اہل ایمان مسلم معاشروں میں صدیوں سے چلے آرہے 'چھپے یہودیوں' سے باخبر رہیں۔ ان شاء اللہ شجر وحجر بحکم خداوندی ایسے ہی لوگوں کی شناخت کروانے میں مددگار ہوں گے۔

انفاقی سطح

(۱) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے ناگزیر ہے کہ امت مسلمہ انفاقی سطح پر امتی، معاشرتی اور انفرادی اعتبار سے 'نظام انفاق' کو پوری طرح نافذ کرلے۔

(۲) 'نظام انفاق' ہی 'نظام زکوٰۃ' ہے۔ یہی وہ نظام ہے جو روئے ارض پر آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ کے عین مطابق قائم کیا گیا تھا۔

(۳) تمام انبیاء کرام علیہم السلام اسی 'نظام انفاق' یعنی 'نظام زکوٰۃ' کو قائم کرنے کے لئے مبعوث فرمائے گئے۔

(۴) یہی وہ 'نظام انفاق' یعنی 'نظام زکوٰۃ' ہے جسے ابلیس نے ہمیشہ درہم برہم کردینا چاہا ہے۔

(۵) یہی وہ 'نظام انفاق' یا نظام زکوٰۃ ہے جسے بتمام وکمال نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نافذ کیا گیا۔

(۶) نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جاری اور نافذ کردہ یہی وہ 'نظام انفاق' یا 'نظام زکوٰۃ' ہے جو اپنی کامل ترین صورت میں فتح مکہ کے بعد ظاہر ہوا۔ روئے ارض پر تکمیل اقامت ایمان اور تکمیل اقامت نظام انفاق ہی وہ عظیم الشان مشن ہیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا کردیا۔

(۷) حجۃ الوداع میں اس اعلان کے بعد کہ اب نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات قریب ہے یہی وہ نظام ہے جس پر ابلیس اور اس کی فوجوں نے سب سے پہلی ضرب لگائی جسے فتنۂ منع زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔

(۸) روئے ارض پر دین اللہ کے دو ستون ہیں (۱) ایمان اور (۲) اعمال

(۹) روئے ارض پر اعمال کے دو جزء ہیں

(۱) اقامت صلوٰۃ (البقرہ آیت ۳)

(۲) انفاق رزق (البقرہ آیت ۳)

(۱۰) اقامت صلوٰۃ دراصل اہتمام اور تکمیل اقامت ملک اللہ ہے۔

(۱۱) 'عربیٔ مبین' کے مطابق انفاق مال کا خرچ کرنا نہیں ہوتا۔

(۱۲) انفاق کا درست مفہوم ہے استخراج جس میں درج ذیل معانی پوشیدہ ہیں۔
(۱) استعمال کرنا (۲) استفادہ کرنا (۳) استفادہ کرتے ہوئے اسے خرچ کرنا (۴) استعمال کرتے ہوئے اس میں موجود افادیت کا خاتمہ کرنا۔

(۱۳) روئے ارض میں اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو رزق سے نوازا ہے۔ رزق دو چیزوں پر مشتمل ہے:

(۱) مستقر

(۲) متاع

چنانچہ 'ہدیٰ' کے مطابق اس 'مستقر' اور اس 'متاع' کا استعمال 'انفاق' ہے۔

(۱۴) روئے ارض پر 'ہدیٰ' کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 'مستقر' اور 'متاع' کا بے جا استعمال 'انفاق' کی خلاف ورزی اور 'اسراف' اور 'فساد' ہے۔

(۱۵) نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے دن روئے ارض پر انہیں دونوں عنوانات کے تحت استوار کامل نظام کو عملاً قائم فرمادیا۔ اس طرح روئے ارض پر 'اقامت صلوٰۃ' اور 'اقامت انفاق رزق' اسی روز بدرجہ کمال کو پہنچے۔ چنانچہ اس شکست فاش کے بعد ابلیس کا اضطراری حملہ انہیں دونوں ستونوں پر قائم 'حکم' کو منہدم کردینے کے تعلق سے تھا جو 'منع زکوٰۃ' کی صورت میں سامنے آیا۔

(۱۶) 'نظام انفاق' کا معیار کامل وہ اسوہ ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ یعنی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتی ہے۔

(۱۷) اسی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم وہ اسوہ یا ماڈل ہیں جو خلفاء راشدین

مہدیین یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے ماڈل کہلاتے ہیں۔

(۱۸) 'نظام انفاق' کے تعلق سے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم خلفاء راشدین مہدیین کے اسوہ میں تین سمتیں یا Range پائے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ امت اس Range کے اندر اپنی طاقت اور توفیق کے مطابق کہیں بھی قائم ہو سکتی ہے۔

خلفاء راشدین مہدیین کے یہ تین Range درج ذیل ہیں:

(۱) پہلا ماڈل: یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماڈل ہے۔ یہ ماڈل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش ثانی یا ہو بہو عکس ہے۔ جو اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو عملاً اختیار کیا جا سکتا ہے۔

(۲) وسطی ماڈل: یہ حضرت عمر اور حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ماڈل ہے۔

(۳) آخری ماڈل: یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماڈل ہے۔

(۱۹) نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قائم کردہ 'نظام انفاق' یا 'نظام زکوٰۃ' کو منہدم کرنے کے لئے سب سے بڑا اور ہمہ گیر حملہ 'سنت رسول اللہ' کو ختم کرنے کی صورت میں سامنے آیا۔ اور یہ حملہ تھا امت مسلمہ پر سنت رسول اللہ کی جگہ 'فقہ' کے ذریعہ وضع کردہ 'نظام انفاق' یا 'نظام زکوٰۃ' کو نافذ کر دینا۔

(۲۰) خلافت راشدہ کے بعد امت میں فتنۂ دجال اکبر کو راسخ کرنے اور امت کی قوت مدافعت کو کمزور تر کر دینے میں سب سے بڑا کردار اسی 'نظام زکوٰۃ' نے ادا کیا جو سنت رسول اللہ کے بالکل مخالف اور فقہ کا وضع کردہ تھا۔

(۲۱) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ اور آیت محکمۃ، سنت قائمۃ اور فریضۂ عادلہ کے عین مطابق 'نظام انفاق' یا 'نظام زکوٰۃ' کے دو ستون ہیں: یہ دو ستون درج ذیل ہیں:

(۱) امر: نظام انفاق کا پہلا ستون اس پہلو پر قائم ہے جسے امر یا معروف کا

پہلو کہا جاتا ہے یعنی اس نظام کے تحت رہتے ہوئے کیا کرنا ہے۔

(۲) نہی: نظام انفاق کا دوسرا ستون اس پہلو پر قائم ہے جسے نہی یا منکر کا پہلو کہا جا سکتا ہے۔ یعنی اس نظام کے تحت رہتے ہوئے کیا نہیں کرنا ہے۔

(۲۲) نظام انفاق یا نظام زکوٰۃ میں 'امر' یعنی کیا کرنا ہے کا سارا نظام جس پر قائم ہے وہ اصول ہے:

'عفو'

چنانچہ قرآن میں ارشاد ہوا ہے:

ویسئلو نک ماذا ینفقون. قل العفو (البقرہ ۲۱۹)

ترجمہ: اے نبی وہ آپ سے پوچھتے ہیں کیا انفاق کیا جائے آپ کہہ دیجئے 'العفو'

(۲۳) انفاق سے مراد راہ خدا میں خرچ کرنا نہیں ہے بلکہ اجتماعی اور انفرادی سطحوں پر اس کا استمتاع ہے۔ یعنی اس رزق کا اللہ کے دیئے گئے مقاصد کے لئے اسکے متعین کردہ راہ اور صورت کے مطابق استعمال کرنا۔

(۲۴) اسی طرح 'العفو' سے مراد اپنی حاجت کی تکمیل کے بعد بچ رہنے والی چیز کو راہ خدا میں دے دینا نہیں بلکہ انفاق کی وہ صورت ہے جو:

مقصد ربانی کی تکمیل کے لئے کما حقہ جہاد میں حصہ لینے کی خاطر (**جاھدو افی اللہ حق جھادہ** الحج ۷۸)

(۱) تکلیف کو کم سے کم سطح تک لے آنے (**لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا** البقرہ ۲۸۶)

(۲) اور 'وسع' کے زیادہ سے زیادہ حصہ کو 'فی سبیل اللہ' کے لئے مختص کرنے (**لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا** البقرہ ۲۸۶)

کے توازن پر قائم ہے۔

(۲۵) اس طرح آیت محکمۃ، سنت قائمۃ اور فریضۂ عادلہ پر قائم 'نظام انفاق' یا 'نظام

زکوٰۃ' دو پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ یہ دو پہلو ہیں:

(۱) 'عفو' کو کم ترین سطح تک لے جانا یعنی حاجتوں کو کم ترین سطح پر رکھنا

Minimisation of "Afw"۔

(۲) ماوراء عفو یعنی مابقیہ رزق کو فی سبیل اللہ کے لئے مختص کرنا

Allocation of the residue to "Fi Sabilillah"

(۲۶) 'نظام انفاق' یعنی نظام زکوٰۃ کا دوسرا ستون نہی یعنی منکر کا ستون ہے۔ چنانچہ کوئی فرد مومن اس وقت تک 'عفو' کو کم ترین سطح تک نہیں لے جا سکتا اور نہ ہی ماوراء عفو کو فی سبیل اللہ کے لئے مختص کر سکتا ہے جب تک کہ وہ دو کاموں سے کلی اجتناب نہ کرے۔ انہیں دو امور سے کلی اجتناب کرنا 'نظام انفاق' یا 'نظام زکوٰۃ' کا وہ پہلو ہے جسے منکر کہا جاتا ہے۔

(۲۷) نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قائم کردہ آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضہ عادلہ کے تحت قائم کردہ 'نظام انفاق' یا 'نظام زکوٰۃ' کے تحت دو اعمال حرام ہیں۔ اور ان سے اہل ایمان کو روکا گیا ہے۔ 'نظام زکوٰۃ' کی یہی وہ عمارت ہے جسے منہدم کرنے کے لئے ابلیس نے فقہ اسلامی کی ایک نئی عمارت تعمیر کی جس میں حلال وحرام اور اسکی ترتیب اور ان کے مابین توازن کی ایک دوسری دنیا آباد کر دی گئی۔ نظام انفاق کے تحت دو بنیادی اسراف یا فسادات ہیں:

(۱) بذر اور

(۲) کنز

چنانچہ قرآن کا ارشاد ہے:

(۱) وقضی ربک اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا

(الف) الا تعبدوا الا ایاہ کہ تو عبادت نہ کرے مگر اسی کی

(ب) وبالوالدین احسانا ۔۔ اور والدین کے ساتھ احسان

(ج) وآت ذالقربی حقہ والمسکین وابن السبیل اور

پہنچائے قرابت داروں کو ان کا حق اور مسکین کو اور ابن السبیل کو

(د) ولا تبذر تبذیرا. ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا اور تبذیر نہ کر جس طرح بذر کیا جاتا ہے بے شک بذر کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا منکر ہے۔

اسی طرح ارشاد ہوا ہے:

یا یھا الذین آمنو ا ان کثیر امن الاحبار والرھبان لیا کلوا اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ والذین یکنزون الذھب والفضہ ولا ینفقو نھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم. یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھم وجنو بھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لا نفسکم فذوقو ا ماکنتم تکنزون (التوبہ ۳۵-۳۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے علماء اور درویش کھاتے ہیں لوگوں کے مال ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے۔ اور جو لوگ کنز کرتے ہیں سونا اور چاندی اور انفاق نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو ان کو خوش خبری سنا دے دردناک عذاب کی۔ جس دن آگ دہکائیں گے اس مال پر دوزخ کی پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں۔ (کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے کنز کیا تھا اپنے واسطے۔ اب مزہ چکھو اپنے کنز کرنے کا۔

(۲۸) چنانچہ 'رزق' میں سے اپنے اوپر کم سے کم صرف کرنا 'عفو' ہے۔

(۲۹) 'رزق' میں سے 'عفو' سے زیادہ صرف کرنا 'بذر' ہے۔

(۳۰) 'رزق' میں سے 'عفو' سے زیادہ جمع کرنا، اور 'فی سبیل اللہ' مختص نہ کرنا 'کنز' ہے

(۳۱) 'عفو' سے زیادہ جمع کرنا خواہ بصورت 'مال' ہو یا بصورت بنون اور 'فی سبیل اللہ' مختص نہ کرنا 'کنز' ہے۔

(۳۲) 'کنز' کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) کنز بشکل مال اور بنون "Kanz" in the shape of Movable and Immovable Wealth

(۲) کنز بشکل مال و بنون تجارت "Kanz" in the shape of Movable and Immovable Commodities

کنز بشکل مال و بنون تجارت کو 'حکر' بھی کہا جاتا ہے۔

(۳۳) یہی سبب ہے کہ 'زکوٰۃ' سنت نبوی پر قائم معاشرے میں غریبوں اور محتاجوں پر دولت مندوں کی طرف سے احسان اور بھلائی نہیں بلکہ فی الحقیقت وہ ایک طرح کی تنبیہہ یا 'جرمانہ' Punitive Tax ہے جو ان زیادتی کرنے والوں پر لگایا جاتا ہے جو روئے ارض پر اللہ کے دیئے 'رزق' میں سے 'نظام انفاق' کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 'کنز' کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں۔

مالی و بنونی سطح

(۱) فتنہ دجال اکبر کے پانچ ستونوں میں سے ایک ستون فتنہ مال و بنون (The Trial of Movable and Immovable Wealth) ہے۔

(۲) فتنہ مال و بنون دراصل فتنہ انفجار مال و بنون (The Trial of the Explosion of Movable and Immovable Wealth) ہے۔

(۳) فتنہ مال و بنون دراصل کلی 'انہدام نظام زکوٰۃ' ہے۔ جو عبارت ہے ---

(۱) 'نظام کسب رزق حلال وطیب' اور

(۲) 'نظام انفاق رزق' کے کلی انہدام سے۔

(۴) 'فتنہ مال و بنون' دراصل عبارت ہے اہل ایمان کی کثیر اکثریت کے جسم، غذا، لباس، رہائش ہدیہ، تبرع اور وراثت کا طیب کے بجائے بیش از بیش خبث اور خبیث میں بدل جانے سے۔

(۵) 'فتنہ مال و بنون' سے خود کو نکالے بغیر اہل ایمان کا فتنہ دجال اکبر سے نکلنا محال ہے۔ فتنہ دجال اکبر سے نکلنے یا اس سے بچنے کی اولین شرط ہے امت مسلمہ کا انفرادی، معاشرتی اور اجتماعی سطح پر فتنہ مال و بنون سے اپنے آپ کو نکال لینا۔

(۶) فتنہ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ:

(الف) امت خود کو امتی سطح پر فتنہ مال و بنون سے الگ کرلے۔

(ب) معاشرہ خود کو معاشرتی سطح پر فتنہ مال و بنون سے الگ کرلے۔

(ج) تحریک خود کو تحریکی سطح پر فتنہ مال و بنون سے الگ کرلے۔

(د) گھر (مرد، اس کی بیوی، اس کے چھوٹے بچے اور ضعیف والدین) خود کو خانگی سطح پر فتنہ مال و بنون سے الگ کرلے۔

(۶) فرد خود کو انفرادی سطح پر فتنۂ مال و بنون سے الگ کرلے۔

(۷) 'فتنۂ مال و بنون' سے علیحدگی سے مراد ہے:

(۱) 'نظام ربا' (سود) سے کلی اور فی الفور علیحدگی۔

(۸) نظام رباء (سود) سے کلی اور فی الفور علیحدگی سے مراد ہے:

(۱) 'توسیع نفع' سے علیحدگی اور معاشرے میں اس کے رواج کو کمترین سطح پرلا دینا۔

(۲) 'توسیع حکر' سے علیحدگی اور معاشرے میں اس کے رواج کو کمترین سطح پرلا دینا۔

(۳) 'توسیع ذہب اور فضہ' (سونا اور چاندی) سے علیحدگی اور معاشرے میں اس کے رواج کو کمترین سطح پرلا دینا۔

(۴) 'توسیع کنز' سے علیحدگی اور معاشرے میں اس کے رواج کو کمترین سطح پرلا دینا۔

(۵) 'توسیع بنون' سے علیحدگی اور معاشرے میں اس کے رواج کو کمترین سطح پرلا دینا۔

(۶) 'توسیع مال' سے علیحدگی اور معاشرے میں اس کے رواج کو کمترین سطح پرلا دینا۔

(۷) 'توسیع زر' (Money) سے علیحدگی اور معاشرے میں اس کے رواج کو کمترین سطح پرلا دینا۔

(۸) 'توسیع نوٹ' (Note) سے علیحدگی اور معاشرے میں اس کے رواج کو کمترین سطح پرلا دینا۔

(۹) 'توسیع سکہ' (Coins) سے علیحدگی اور معاشرے میں اس کے رواج کو کمترین سطح پرلا دینا۔

(۱۰) 'توسیع سفتجہ' (چیک، ہنڈی، پرومیسری نوٹس، بینک ڈرافٹس، شیئرز، ڈبنچرس، کریڈٹ کارڈز، ای منی۔ ای۔ ٹرانزیکشن) سے علیحدگی اور معاشرے میں اس کے رواج کو کمترین سطح پرلا دینا۔

(۹) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ امت مسلمہ فی الفور امتی، معاشرتی، تحریکی، خانگی اور انفرادی ہر سطح پر 'نظام زکوٰۃ' کا تطوعاً (Voluntarily) نفاذ کرے۔

(۱۰) 'نظام زکوٰۃ' سے مراد ہے:

(۱) کسب رزق کو صدفی صد طیب وحلال بنانے کی کوشش کرنا

(۲) کسب کردہ رزق کو صدفی صد طیب وحلال بنانے کی کوشش کرنا

(۳) کسب کردہ رزق کے انتفاع اور اس سے استفادہ کو صدفی صد طیب وحلال رکھنے کی کوشش کرنا۔

(۱۱) 'نظام زکوٰۃ' کی اقامت کرنے کا مفہوم ہے:

(۱) 'نفع' کی صورت میں کسب میں 'تکاثر' سے کلی اجتناب

(۲) 'انفاق' میں 'عفو' کی توسیع۔

(۱۲) فتنۂ دجال اکبر سے مقابلہ آرائی اور فتنۂ مال و بنون سے نکلنے کے لئے 'نظام ربا' کے انہدام اور 'نظام زکوٰۃ' کی اقامت کا مطلب ہے:

(۱) لین دین میں تبادلہ جنس بہ جنس پر اکتفاء کرنا

(۲) 'نقد' یعنی ذہب اور فضہ (سونا اور چاندی) کا حتی الوسع کم سے کم استعمال کرنا

(۳) نوٹ، سکہ اور ہر قسم کے سفتجہ سے کلی طور پر اجتناب کرنا

(۴) ہر قسم کے 'حکر' سے کلی طور پر اجتناب کرنا

(۵) ہر قسم کے 'کنز' سے کلی طور پر اجتناب کرنا

(۶) ہر قسم کے 'بذر' سے کلی طور پر اجتناب کرنا

(۱۳) فتنۂ دجال اکبر سے مقابلہ آرائی اور فتنۂ مال وبنون سے نکلنے کے لئے 'نظام ربا' کے انہدام اور 'نظام زکوٰۃ' کی اقامت کے سوا امت مسلمہ کے پاس کوئی دوسرا چارہ نہیں۔ اگر ایسا امت از خود اور اقدامی طور پر کرلیتی ہے تو بہتر ہے۔ ورنہ بصورت دیگر مٹھی بھر مخلصین ایسا لازماً ان شاء اللہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں میں دین اللہ کو فتح سے ہمکنار کرے گا۔ بلا شبہ اس صورت میں امت کی ہلاکت زیادہ ہوگی اور ایک کثیر تعداد دجال کے فریب میں آکر تباہ ہوجائے گا۔

(۱۴) فتنۂ دجال اکبر سے مقابلہ آرائی کے لئے امت مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ 'کسب' میں 'سبت' اور 'سبات' کا ہر قیمت پر اہتمام کریں۔ ایسا نہ کرنا 'رزق' میں عذاب الٰہی کو کھلی دعوت دیتا ہے۔

(۱۵) 'کسب' میں 'سبت' اور 'سبات' کے اہتمام سے مراد ہے:

(۱) جمعہ کی پہلی اذان سے لیکر جمعہ کی نماز کے ختم ہونے تک پورے 'مصر' یعنی 'مدینہ' کا کسب اور بیع (All Economic Activity) کے اعتبار سے کلی اور ہمہ گیر طور پر ساکت (Stand Still) ہوجانا۔ ایسا صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ:

(الف) جمعہ کا دن (چوبیس گھنٹے) پوری طرح چھٹی کا ہو

(ب) جمعہ کے دن پہلی اذان تک سارا 'مصر' داخل مسجد ہوجائے تاکہ دوسری اذان سے لے کر ختم صلوٰۃ تک کلی طور پر سب کچھ ساکت ہوجائے۔ اور اس طرح 'سبت' کا اہتمام ہو۔

(۲) (الف) اللہ تعالیٰ نے 'یوم' کو 'لیل' (رات) اور 'نہار' (دن) پر مشتمل کیا ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے لیل (رات) کو 'لباس' اور 'سبات' بنایا ہے۔

(ج) اللہ تعالیٰ نے نہار (دن) کو 'معاش' بنایا ہے۔

(د) چنانچہ 'غسق' سے لیکر فجر (صبح صادق) تک مکمل رات ہوتی ہے۔

اور اس دوران درج ذیل امور کے علاوہ ہر طرح کی Activity خواہ وہ Indoor ہو یا Out door ممنوع (Forbidden) یا کم از کم (Restricted) ہوتی ہے۔

(۱) انتظامی امور۔ انتظامی امور سے مراد خلافت کے انتظامی امور

(۲) حفاظتی امور

(۳) جہادی امور

چنانچہ اس کا اہتمام کیا جائے کہ معاشرہ 'معاش' اور 'لباس وسبات' کا پوری طرح اہتمام کرے۔

(۵) فتنۂ دجال اکبر کے فتنۂ مال وبنون کے مظاہر محض وسیع تر ہوتے مال وبنون (Limitless extending of Movable and Immovable Wealth) ہی نہیں ہیں جو:

(۱) تبادلہ جنس بہ جنس (Barter)

(۲) سونے اور چاندی کے معیار (Gold & Silver Standard)

(۳) سکہ کے اجراء (Coinage)

(۴) صد فی صد سونے اور چاندی کی ضمانت والے نوٹ (Notes Hundred Percent Supported by Gold or Silver) کے اجراء

(۵) جزوی حکمی ضمانت کے ذریعہ نوٹ کے اجراء (Notes by Fiduciary Issue)

(۶) صد فی صد ضمانت کے ساتھ نوٹ کے اجراء (Notes with Hundred percent Guarantee)

(۷) ہر طرح کے چیک اور سفتجہ (All kinds of Cheques &

Legal Tenders

(۸) کریڈٹ کارڈ (Credit Cards)

(۹) ای۔منی (E-money & e-transactions)

کی شکل میں اب غیر مرئی (Invisible Money) اور 'طیارہ' Flying Money کی صورت اختیار کرچکے ہیں بلکہ وسیع تر ہوتے ہوئے معاش Economic Activi[illegible] اور وسیع تر ہوتی ہوئی پیداوار Production کی صورت بھی لیتے جارہے ہیں۔ لہٰذا [illegible]

(۱) فی کس پیداوار Per Capita Production

(۲) خالص قومی پیداوار Net National Production

(۳) مجموعی قومی پیداوار Gross National Production

[illegible] دونوں کا ہی حصہ ہیں۔
بھی فتنۂ مال

جنسی سطح

(۱) 'فتنہ دجال اکبر' کے پانچ ستونوں میں سے ایک ستون 'فتنہ جنس' ہے۔

(۲) 'فتنۂ جنس' سے مراد 'فتنۂ انفجار جنس (The Trial of the Explosion of Sex) ہے۔

(۳) 'فتنۂ انفجار جنس' سے مراد ہے:

(۱) روئے ارض پر جنس کے استحصال (Exploitation of Sex) کو عام کردینا

(۲) روئے ارض پر فطری جنس کے نظام کو درہم برہم کردینا۔

(۳) روئے ارض پر فطری ازدواج کے نظام کو درہم برہم کردینا۔

(۴) روئے ارض پر فطری تولید کے نظام کو درہم برہم کردینا۔

(۵) روئے ارض پر تولید وتناسل کی سنت کو بدل دینا۔

(۶) روئے ارض پر توازن جنس کے فطری نظام کو درہم برہم کردینا۔

(۷) روئے ارض پر 'انفجار جنس لطیف' کو برپا کردینا۔

(۸) روئے ارض پر 'نظام جنس لطیف' قائم کرنا یعنی جنس لطیف کو قوام بنادینا۔

(۴) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کی اہم ترین تدبیر 'تکمیل سنت نکاح' ہے۔ یعنی نکاح کی سنت کو درجۂ کمال تک پہنچانا۔

(۵) 'اقامت سنت نکاح' روئے ارض پر دراصل استکمال سنت ختنہ تھی جو فتنۂ دجال اکبر سے مقابلہ آرا ہونے کی اہم ترین تدبیر تھی۔

(۶) فتح مکہ کے بعد نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تدابیر کی رہنمائی فرمائی جو فتنۂ دجال اکبر کا سدباب کرنے والی، اس فتنہ کے برپا ہوتے وقت امت کو زیادہ سے زیادہ

محفوظ اوراس کا مقابلہ کرنے کے لئے قوی تر رکھنے والی تھی۔ یہی وہ رہنمائی ہے۔ جس کے بہترین نمونے خطبہ حجۃ الوداع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتیں ہیں۔

(۷) حضرات خلفاء راشدین اور بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے ان تدابیر کو بھرپور طریقے سے جاری کرنے کے لئے 'استکمال سنت نکاح' کی کوششوں کا آغاز فرمایا۔

(۸) 'استکمال سنت نکاح' کی کوششوں کے اہم نکات درج ذیل تھے:

(۱) ہمہ جہت جنسی علیحدگی Comprehensive Separation of both Sexes

(۲) توسیع مراعات یعنی عورتوں کو زیادہ سے زیادہ مراعات دینا۔

(۳) عورتوں کی مخصوص ذمہ داریوں کے علاوہ ذمہ داریوں سے انہیں زیادہ سے زیادہ سبک دوش کرنا۔

(۴) نکاح کو زیادہ سے زیادہ آسان بنانا۔

(۵) فسخ نکاح کو زیادہ سے زیادہ منضبط بنانا۔

(۶) معاشرے میں دونوں صنفوں کے جنس کو منضبط بنانے اور حرام جنس سے بچانے کے لئے شرعی استفادہ جنس کو آسان تر بنانا

(۷) کسی بھی عہد اور عمر میں جنسی ونفسیاتی محرومی کو کم سے کم واقع ہونے دینا لہٰذا بڑی عمروں کے مردوں اور عورتوں کو بھی تاہلی (عائلی) زندگی گزارنے کے لئے نکاح ثانی کی آسانی فراہم کرنا۔

(۸) صنف لطیف کی فطرت کے مطابق ان کی نفسیات کی بھرپور تسکین کے لئے انہیں ازدواج، مودت، تناسل، رضاعت، ربوبیت اور راعیت کے پورے پورے مواقع دینا۔

(۹) ان کے حقوق کی احسن طریقے سے پاسداری کرنا

(۱۰) عزیمت کے کام کرنے والی خواتین کو قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھنا

(۱۱) مجبور خواتین کی زیادہ سے زیادہ پاسداری کرنا

(۱۲) خواتین کی عصمت اور نفسیات کو ہر قیمت پر حفاظت فراہم کرنا۔

(۹) 'استکمال سنت نکاح' کے یہ دو عنوانات تھے جن کے تحت خلفاء راشدین اور بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سینکڑوں قسموں کے انتظامات واہتمامات فرمائے جن میں بیشتر آج درہم برہم ہو چکے ہیں۔ اس کی ناگزیر ضرورت ہے کہ ان تمام امور کو از سر نو نافذ العمل بنایا جائے۔

(۱۰) فتنہ دجال اکبر سے بچنے کے لئے اولین اقدامات میں سے ایک یہ ہے کہ ہر قسم کے حرام جنس (Unlawful Sex) اور حرام تولید (Unlawful Reproduction) سے معاشرے کو پاک کیا جائے۔

(۱۱) 'حرام جنس' (Unlawful Sex) اور حرام تولید (Unlawful Reproduction) سے فتنہ دجال اکبر کے زمانے میں فرد اور معاشرے کو بچانا تقریباً محال ہوتا جائے گا۔ اس سے بچنے کی واحد صورت یہ ہے کہ حلال جنس (Lawful Sex) اور حلال تولید (Lawful Reproduction) کی صورتوں اور سہولتوں کو آسان سے آسان تر بنانا اور زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا۔ اس کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں جن کو صالح مرد اور خواتین کو زیادہ سے زیادہ رائج اور قبول کرنا ہوگی:

(۱) بالغ ہوتے ہی مردوں اور عورتوں کی شادی

(۲) مردوں کی ایک سے زیادہ شادی

(۳) بیوگان ومطلقہ کی فوراً شادی

(۴) مردوں اور عورتوں کی شادی کو خرچ کے اعتبار سے آسان تر بنانا۔ اور ہر طرح کی معاشرتی پابندیوں کا خاتمہ۔ واضح رہے کہ بہت سی معاشرتی پابندیاں ایسی ہیں جنہیں خلافت راشدہ کے بعد معرض وجود میں آنے والی فقہ اور معاشرے نے شرعی لوازمات قرار دیئے ہیں جب کہ ان کی کوئی شرعی اصل نہیں۔ لہٰذا ان تمام معاشرتی ضوابط کا

فی الفور خاتمہ ضروری ہے تاکہ نکاح وازدواج آسان تر ہو جائے۔

(۵) معاشرے میں آسان نکاح کی ہمت افزائی کرنا اور مشکل نکاح کو مطعون کرنا حتی کہ اس کا بائیکاٹ کرنا۔

(۶) سن 2002 میں برصغیر میں ایک مسلم مرد (مخصوص اور استثنائی صورتحال کو الگ کرتے ہوئے) کو اس طرح کے شرعی نکاح اور ولیمے پر (مہر کو چھوڑ کر) 500 روپے سے زیادہ خرچ نہیں آسکتا۔ اور ایک عورت یا اس کے ولی کے لئے 100 روپے کے بقدر خرچ کرنے پر مجبور ہونا بھی ظلم ہے۔

(۷) خلافت راشدہ کے بعد رائج کی جانے والی فقہ کے سبب لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ صاحب مال ہیں اور ان کے پاس اتنا حلال مال ہے کہ وہ شادی پر مذکورہ اس رقم سے زیادہ خرچ کر سکتے ہیں اور ایسا کرنا شرعاً نامناسب نہیں۔ ایسے لوگوں کو ان شاء اللہ آخرت میں معلوم ہو جائیگا کہ انہوں نے اسلام کے 'نظام زکوٰۃ' اور 'نظام عفو' کی کتنی عظیم الشان خلاف ورزیاں کی ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے خلاف دیئے گئے رزق میں 'حکر'، 'کنز' اور 'بذر' کے گناہ عظیم کا ارتکاب کیا ہے۔

(۸) جو لوگ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رائج غیر شرعی شادی کے رسوم کو جاری رکھیں یا محض نمائش کے لئے آسان نکاح کریں اور درپردہ اسی رائج شادی کو جاری رکھیں ان کا سخت بائیکاٹ کیا جائے۔ ایسے لوگوں کی مجلس نکاح میں شرکت کرنا اور ایسے لوگوں سے راہ و رسم رکھنا ایسا ہی ہوگا جیسے 'مسجد ضرار' میں نماز پڑھنا۔

(۱۰) یہی صورت ولادت کے تعلق سے کی جانے والی غیر شرعی رسموں کی ہے۔

(۱۱) فتنۂ دجال اکبر کے مقابلے کے لئے لازم ہے کہ شرعی طور پر سنت ختنہ ادا کی جائے۔ اور عین مسنون طریقے سے اس کی ادائیگی کا بھرپور اہتمام کیا جائے۔

(۱۲) فتنۂ دجال اکبر کے مقابلے کے لئے لازم ہے کہ شرعی طور پر سنت عقیقہ کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے۔

(۱۳) ختنہ اور عقیقہ کرنا دراصل اقامت شہادت اور اقامت جہاد ہے۔ اور ایک نووارد فرد مومن کی 'مخلص' کی حیثیت سے اس فہرست میں اندراج ہے، جس کا عنوان ہے:

اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے، لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں یا مرتے ہیں (التوبہ ۱۱۱)

(۱۴) طلاق کو جائز چیزوں میں سب سے مبغوض اور ناپسندیدہ ہونے کی زیادہ سے زیادہ وضاحت کرنا۔

(۱۵) زوجین کا زیادہ سے زیادہ ساتھ رہنے کا اہتمام اور چار ماہ سے زیادہ الگ رہنے پر سخت نکیر۔

(۱۶) خواتین کو معلقہ رکھنے پر سخت نکیر کرنا اور اس پر معاشرتی طور پر سخت اقدام کرنا۔

(۱۷) مونس کے بغیر خواتین کا سفر کرنے سے کلی اجتناب کرنا

(۱۸) سخت پردے کا اہتمام کرنا۔

(۱۲) فتنۂ دجال اکبر سے مقابلہ کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ اولاد کو فطری طور پر پیدا ہونے سے نہ روکا جائے۔ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے خلاف اعلان جنگ اور ابلیس اور دجال اکبر کا ساتھ دینا ہے۔

(۱۳) فتنۂ دجال اکبر سے مقابلہ کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ زچگی یا تو ان اداروں اور ہاسپٹلوں میں کرائی جائے جہاں دین اللہ کے مطابق زچگی ہوتی ہے۔ چونکہ اندیشہ اسی بات کا ہے کہ ایسی سہولت میسر نہیں آسکتی اس لئے امت میں اس کا اہتمام ہو کہ زچگی گھروں میں ہو۔

(۱۴) زچگی کے لئے Caeserion آپریشن سے حتی الوسع اجتناب کیا جائے۔

(۱۵) اولاد کے حصول کے لئے تغییر خلق کے تمام راستوں سے کلی اجتناب کیا جائے۔

(۱۶) اولاد کے حصول کے لئے فیہ نظرنی جارحہ، آلہ کل اور مکلفہ کا استعمال قطعاً قطعاً

نہ کیا جائے۔ مثلاً

(۱) منی کو منجمد طور پر محفوظ رکھنا Freezing & Preservation of Semen

(۲) مصنوعی طور پر منی کا رحم میں ڈالنا Artificial Insemination

(۳) ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ افزائش کرنا Test Tube inculturation

(۴) رحم کا عاریتاً استعمال کرنا اور کرانا Lending or Borrowing of Womb

(۵) استنساخ کرنا اور کرانا Cloning

(۶) یک جنسی خلیوں سے تولید و تناسل کرنا Unisex inculturation

(۱۷) خون لینے یا خون دینے (Transfusion of Blood) سے حتی الوسع اجتناب کرنا۔ اور ایسے طبی طریقے ڈھونڈھنا جس میں خون کو لینے کی ضرورت نہ پڑے۔

(۱۸) پلاسٹک سرجری سے کلی اجتناب کرنا۔

(۱۹) دوسروں کے اعضاء کا اپنے جسم میں لگانے سے کلی اجتناب کرنا

(۲۰) اپنے اعضاء دوسروں کو دینا سخت گناہ ہے۔

(۲۱) کلوننگ سے بنائے گئے اعضاء کا جسم میں لگانا بھی تغیر خلق اور گناہ ہے۔

(۲۲) فتنۂ دجال اکبر کے مقابلے کے لئے لازمی ہے کہ اہل ایمان 'مخلص' بنیں اور روئے ارض پر اربوں کھربوں پر مشتمل دجالی افواج کے مقابلے میں 'مخلص' بننے کی تیاری کریں۔

(۲۳) 'مخلص' ہونے کی تیاری کے لئے ضروری ہے کہ مومنوں کی پشت اور مومنہ کے رحم سے:

(۱) پیدا ہونے والا بچہ خبث کے بجائے حلال طریقے سے پیدا ہو

(۲) پیدا ہونے والی مقدر اولاد پیدا ہونے سے قبل روک نہ دی جائے نہ پیدا ہونے سے قبل اسے قتل کر دیا جائے۔

(۳) پیدا ہونے والا ہر بچہ 'مخلص' بنایا جائے۔

(۲۴) 'مخلص' بنانے کے لئے لازم ہے کہ:

(۱) اذان: پیدا ہونے کے فوراً بعد اس بچے کے کانوں میں اذان دی جائے۔ کوشش کی جائے کہ اس نومولود کے کانوں میں پڑنے والی پہلی بامعنی آواز اذان ہی ہو۔ یہ اذان دراصل اس نومولود کو روئے ارض پر آتے ہی دو باتوں کی پیش کش ہے۔

(۱) روئے ارض پر 'ملک اللہ' کو سماجی اعتبار سے اس کو پیش کرنا

(۲) اس 'ملک اللہ' کے تحت اس کو 'مخلصین' میں شامل ہونے اور روئے ارض پر منصوبۂ ربانی کو پورا کرنے کی طرف بلانا۔

(۲) عقیقہ: پیدا ہونے والے بچے کی جان کو ساتویں دن اس کے والدین یا اولیاء کی جانب سے روئے ارض پر قائم ملک اللہ کی اطاعت اور منصوبۂ ربانی کی تکمیل کے لئے قربان کرنا اور اس کی جان کو اللہ کی نذر کرنا۔

(۳) ختنہ: پیدا ہونے والے بچے کو ساتویں دن 'مخلصین' کے بحال شدہ معیار پر لانے کے لئے سنت ابراہیمی کے تحت مختون کرنا۔

(۴) تعلیم: اس نومولود کو 'مخلص' بنانے کے لئے تعلیم کا آغاز کرنا۔

(۵) فرضیت صلاۃ: اس نومولود فرد مومن کو پانچ سال ہونے پر شعوری طور پر 'ملک اللہ' کا مطیع ہونے کے لئے ہمت افزائی کرنا، سات سال ہونے پر 'ملک اللہ' کا شعوری طور پر اتباع کرنے کے لئے تلقین کرنا اور دس سال ہونے پر باضابطہ اس 'ملک اللہ' کے تحت عاید ہونے والے تقاضوں کا ذمہ دار بنا دینا۔

(۶) ازدواج: بالغ ہوتے ہی اس نومولود 'مخلص' کو مکمل 'مخلص' بنا دینے کے لئے اس کی شادی کر دینا یعنی اسے کامل 'مخلص' یا خود کفیل 'مخلص' بنا دینا جو:

(۱) 'مخلص' کی ذمہ داریاں ادا کر سکے اور

(۲) روئے ارض پر مزید 'مخلصین' کا اضافہ، ان پر ملک اللہ کا عرض، انہیں نذر اور ان کی تعلیم کر سکے۔

غذائی سطح

(۱) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے والی موثر تدابیر میں سے غذائی تدابیر بہت اہمیت کی حامل ہیں اور اس کے برخلاف فتنۂ دجال اکبر کے ہمہ دم بڑھتے طوفان کے مقابلے میں اہل ایمان کو کمزور سے کمزور تر حتی کہ بالکل بے بس کر دینے بلکہ آلہ کار بنا دینے والی چیز غذائی سطح پر کمزوری، مداہنت اور انحراف ہے۔

(۲) فتنۂ دجال اکبر کے مقابلے میں اہل ایمان کو مضبوط تر رکھنے والی چیز درج ذیل امور ہیں:

(۱) سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضہ عادلہ کے عین مطابق حاصل کردہ (کسب کردہ) حلال اور طیب رزق خواہ بصورت جنس یا بصورت مال۔

(۲) سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضہ عادلہ کے مطابق حاصل کردہ اس رزق سے حلال اور طیب غذا کا حصول۔

(۳) سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق اس حلال وطیب کھانے اور مشروب کا کھانا اور پینا۔

(۳) فتنۂ دجال اکبر سے بچنے اور اپنے اہل وعیال کو بچانے کی سب سے موثر تدبیر طیب وحلال طریقے سے کسب کردہ مال وجنس سے حاصل طیب وحلال غذا سے جسم کی پرورش ہے۔

(۴) فتنۂ دجال اکبر کے سامنے سب سے زیادہ Exposed اور آسان شکار Soft Target) حلال وطیب کے بجائے حرام وخبیث مال اور غذا سے پرورده جسم ہوتا ہے۔

(۵) فتنۂ دجال اکبر کے طوفانی مراحل میں شیاطین اور ابلیس کی ذریات کو دور رکھنے

اور اللہ کے ملائکہ کی مدد کو یقینی بنانے والی چیز حلال اور طیب غذا ہے۔

(۶) یہ بات پوری طرح واضح رہنی چاہیے کہ فتنۂ دجال اکبر کے طوفانی مراحل میں وہ مال اور غذا دجال اکبر کے فتنوں کا شکار ہونے سے نہیں بچا سکتی جنہیں 'معروف فقہ اسلامی' حلال اور طیب قرار دیتی ہے۔ حلال وطیب سے مراد صرف وہ غذائیں ہیں جو انفاقی طریقے سے اس مال سے حاصل کی گئی ہوں جن میں نہ 'کنز' پایا جاتا ہو نہ وہ 'بذز' سے متاثر ہوں۔ یعنی ایسی غذائیں جو 'معروف فقہ اسلامی' کے بجائے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق 'نظام زکوٰۃ' کے تحت پاک ہوں۔

(۷) مال کی خرابیوں سے قطع نظر 'عین' کے اعتبار سے 'غذا' میں درج ذیل قسم کے فسادات ہو سکتے ہیں۔ فتنۂ دجال اکبر سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ حتی الوسع ان فسادات سے آلودہ غذاؤں سے اجتناب کیا جائے۔

(الف) پہلا فساد: سب سے اچھی غذا تو وہی ہے جس میں فطرت سے براہ راست تعلق پایا جاتا ہو اور 'ترجیح' کو دخل نہ ہو۔ یعنی 'ترجیحی غذا' نہ ہو۔ 'ترجیحی غذائیں' خبیث نہیں لیکن وہ طیب بھی نہیں ہیں۔ ایسی غذاؤں میں یک گونہ فساد ضرور پایا جاتا ہے اگرچہ اس کی اجازت ہے۔

(ب) دوسرا فساد: 'فطری غذا' کے مقابلے میں 'ترجیحی غذا' اگرچہ فساد آلودہ ہے لیکن بہرحال وہ اجازت کے دائرے میں ہے لیکن 'ترجیحی غذا' سے آگے جا کر ایسی غذائیں جو مصنوعی طور پر (Artificially) Cross-Pollination اور Hybridization کے ذریعہ حاصل ہو وہ تو بہت بڑے فساد کی آماجگاہ ہے۔ فطری طور پر ہونے والے Cross-Pollination یا Hybridization خواہ کتنے ہی ہوں وہ فطری ہیں لیکن جب انہیں مصنوعی طور پر کیا جاتا ہے تو وہ فساد آلودہ ہو جاتے ہیں۔

(ج) تیسرا فساد: وہ چیزیں جنہیں قرآن اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔ عموماً اس دائرے میں نباتات اور حیوانات کے وہ مابقیہ ہیں جو روئے

ارض پہ ان فسادات کے نتیجے میں معرض وجود میں آگئے جن کے خاتمے کے لئے 'ایام اللہ' کا ظہور ہوتا ہے۔ مثلاً خنزیر، کتا، سانپ، شکاری پرندے، درندے، رینگنے والے جاندار، حشرات الارض وغیرھم۔

(۷) چوتھا فساد: مصنوعی طور پر Cross-Pollination اور Hybridization کے ذریعہ پیدا کردہ غذاؤں سے زیادہ فساد آلودہ وہ غذائیں ہیں جو جینیاتی طور پر پیدا کردہ (Genetically Produced) ہیں۔

فتنۂ دجال اکبر سے بچنے کی موثر تدابیر میں سے ایک یہ ہے کہ مذکورہ تمام غذاؤں سے حتی الوسع اپنے اور اپنے اہل وعیال کے جسم کو بچایا جائے۔

(۸) فتنۂ دجال اکبر سے بچنے کی موثر تدابیر میں سے ایک تدبیر یہ ہے کہ حلال وطیب غذاؤں کو خود اپنے ہاتھوں فساد آلودہ نہ کیا جائے یا کم سے کم فساد آلودہ کیا جائے۔ اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱) فطری طور پر پکائی ہوئی غذائیں (Naturally Cooked & Prepared Food): سب سے اچھی غذا فطری طور پر پکائی ہوئی غذائین ہیں مثلاً درختوں پر پکے پھل اور اناج، تھن کا گرم دودھ، کنوئیں اور ندی کا ٹھنڈا یا گرم پانی۔ وغیرہ

(۲) ابتدائی طباخت سے پکائی ہوئی غذائیں: ابتدائی طباخت سے پکائی ہوئی غذائیں اگرچہ اتنی طیب اور صالح نہیں ہوتیں جتنی فطری طور پر پکائی ہوئی غذائیں ہوتی ہیں لیکن ایسی غذائیں بھی جائز ہیں۔

(۳) پیچیدہ اور کثیر المدارج طباخت کے ذریعہ پکائی ہوئی غذائیں:

Complex or Multi-staged cooked food)

یہ وہ غذائیں ہیں جہاں فسادات کا عام ظہور رہتا ہے۔ فتنۂ دجال اکبر سے بچنے کے لئے ایسی غذاؤں سے اجتناب لازمی ہو جاتا ہے۔

(۴) مصنوعی طور پر پیدا کردہ اشیاء سے کیمیاوی طور پر تیار کردہ غذائیں (Artificially generated stuffs and chemically processed

food items)

یہ وہ غذائیں ہیں جن کے بنیادی اجزاء مصنوعی طور پر پیدا کردہ ہوتے ہیں مزید ازیں وہ کیمیاوی طور پر تیار کردہ ہوتے ہیں۔ فتنۂ دجال اکبر سے بچنے کے لئے ان سے کلی اجتناب لازمی ہے۔

(۵) ڈبہ بند غذائی اشیاء: (Tinned food) فساد آلودہ غذائی اشیاء میں یہ ڈبہ بند غذائی اشیاء اب منفرد مقام کی حامل ہیں۔ ان سے اجتناب لازمی ہے۔

(۹) امت مسلمہ اپنے علاقوں میں پیڑ پودوں بالخصوص پھل دار پیڑوں کے لگانے، گھاس کی افزائش پر خصوصی دھیان دے۔ اسی طرح جنگلات کی کٹائی کو حتی الوسع روکا جائے۔ بلکہ جنگلات لگائے جائیں۔

(۱۰) امت مسلمہ اونٹنیوں، گائیوں بھیڑوں اور بکریوں کی افزائش پر خصوصی دھیان دے۔

ملبوساتی سطح

(۱) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ امت مسلمہ خود کو ملبوساتی طور پر فی الفور آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ کے مطابق بنا لے۔

(۲) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ اس ملبوساتی آداب کو ملحوظ رکھ کر نہیں کیا جاسکتا ہے جسے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو منہدم کرتے ہوئے 'فقہ اسلامی' نے جائز اور مباح قرار دیا ہے۔ فقہ اسلامی نے ایک مسلمان کو اس کے اپنے مطابق حلال مال سے اچھے سے اچھا کپڑا پہننے، دسیوں جوڑے کپڑے رکھنے، اپنے لباس سے اللہ کی دی گئی نعمتوں کا اظہار کرنے کی اجازت دی ہے اور ایسا کرنے والے شخص پر اس فقہ کے مطابق کوئی نکیر کی جاسکتی ہے نہ ہی اسے مطعون کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس فقہ کے پاس درج ذیل سوالوں کا کوئی جواب نہیں:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری حیات کسی ایک وقت میں بمشکل دو جوڑے کپڑوں میں ملبوس رہے۔ کیا یہ صرف اس لئے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ خوشحال نہیں تھے؟

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کرام اکثر پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے۔ کیا صرف اس لئے کہ وہ لوگ نعوذ باللہ خوشحال نہیں تھے؟

(۳) ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف اس لئے نماز باجماعت میں شریک ہونے سے قاصر رہے کہ انہوں نے اپنا تہمد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طلب کرنے پر انہیں بجھوا دیا تھا تا کہ وہ نماز پڑھا سکیں۔ کیا یہ صرف اس لئے تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشحال نہ تھے؟

(۴) خلافت راشدہ کے آخری دنوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اچھا کپڑا اپنے غلام قنبر کے لئے اور موٹا کپڑا اپنے لئے تجویز فرمایا۔ کیا اس لئے کہ نصف آباد

دنیا پر حکومت کرنے والا خوشحال نہ تھا؟

(۵) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد سب سے پہلے، ایک نہایت اہم مشورت کے لئے موجود اخص الخواص کی سب سے نمائندہ ٹیم کو طلب فرمایا۔ اس ٹیم، اور مشورت کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ کوئی ایسی غیر معمولی یا آفاقی مسئلہ درپیش ہوگا جس میں صرف عبقری لوگ ہی مشورہ دے سکتے تھے۔ لیکن عقل حیران ہے اس مسئلہ پر جو زیر بحث تھا۔ اور اس سے زیادہ حیران اس بات پر کہ ان اخص الخواص لوگوں نے اس سوال کو اس سنجیدگی سے لیا اور پھر اس کے جو جوابات دیئے۔ فقہاء کرام ہوتے تو پوچھتے کہ کیا یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ اس کے لئے ایسی مجلس طلب کی جائے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے پوچھا:

'میں بیت المال سے کیا لوں؟'

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: کھایئے اور کھلایئے۔

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل نے جواب دیا: کھایئے اور کھلایئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا: بس دو وقت کا کھانا۔

کیا ایسا اس لئے تھا کہ بیت المال خالی تھا یا امت روئے ارض پر خلیفہ رسول اللہ کو مفلوک الحال دیکھنا پسند کرتی تھی۔ یقیناً یا تو وہ حضرات اس سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف تھے جسے آج کی فقہ اسلامی نہیں جانتی یا وہ اس فقہ اسلامی سے واقف نہیں تھے جو آج دین اللہ کی کرسی پر براجمان ہے۔

(۳) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ نظام انفاق یعنی 'نظام زکوٰۃ' کے عین مطابق حاصل کردہ رزق سے جو 'کنز' اور 'بذر' سے پاک رزق ہوتا ہے ایسے ملبوسات سے پوشش کی جائے جو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہو۔

(۴) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ درج ذیل اقسام کے لباس ہی استعمال کئے جائیں:

(۱) حیواناتی اشیاء سے تیار کردہ لباس: مثلاً اون، بال، چمڑا وغیرہ

(۲) نباتاتی اشیاء سے تیار کردہ لباس: روئی، پٹ سن، وغیرہ

فتنہ دُجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ ریشم کے کپڑوں سے مرد کلی ...ب ...یں۔ خواتین بھی کم ہی استعمال کریں تو بہتر ہے۔

فتنہ دُجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ پلاسٹک (Plastic) سے ...ت وظروف سے حتی الوسع اجتناب کیا جائے مثلاً:

(۱) Polyethylene

(۲) PVC

(۳) Nylon

فتنہ دُجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ پالسٹر Polyester یعنی ... سے Process کیے ہوئے ملبوسات وظروف سے حتی الوسع اجتناب کیا جائے۔

فتنہ دُجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ ملبوسات تین بنیادی ...ں پوری کرنے میں کمی نہ کریں۔

(۱) ستر

(۲) حفاظت

(۳) زینت

فتنہ دُجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ ملبوسات اپنی تیاری ...سے کم سے کم فساد آلودہ ہوں چنانچہ اس اعتبار سے تین درجے ہو سکتے ہیں۔

(۱) غیر دوختہ ملبوسات: سب سے صالح لباس غیر دوختہ لباس ہے مثلاً احرام

(۲) ابتدائی دوختہ ملبوسات: یہ وہ لباس ہیں جو سادگی اور ابتدائی دوختہ ...ہوتے ہیں۔

(۳) پیچیدہ دوختہ ملبوسات: یہ وہ ملبوسات ہیں جو فساد میں بڑھے ہوتے ...طرح کے ملبوسات سے حتی الوسع اجتناب کیا جائے۔

مسکنی سطح

(۱) فتنہ دُجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے امت مسلمہ کو چاہئے کہ وہ امتی، معاشرتی اور انفرادی سطح پر فی الفور آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضہ عادلہ کے مطابق اپنی ترکیب وتہذیب کرلے۔

(۲) فتنہ دُجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ امت اور اس کے اندر پائے جانے والے تمام اجتماعی ادارے اور افراد عظیم شہری تمدن' (Megapolis Culture) کو فی الفور ترک کردیں۔ عظیم شہری تمدن صریح ہلاکت ہے۔ یہ سنت قائمہ کو تباہ کرنے والا اور دجال اکبر کے فتنہ میں صید زبوں بنا دینے والا ہے۔ دین اللہ یعنی آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضہ عادلہ روئے ارض پر کسی عظیم شہر Megapolis کو برداشت ہی نہیں کرتے۔

(۳) فتنہ دُجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ امت مسلمہ کی آبادیاں چھوٹے شہر (Small Township) کی سطح پر چلی آئیں یا لادی جائیں۔

(۴) فتنہ دُجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ امت رہائش کے لئے شہروں (Towns) پر قصبوں کو، قصبوں پر گاؤں کو، گاؤں پر چھوٹے گاؤں کو، چھوٹے گاؤں پر جنگلی رہائش گاہوں کو، اور جنگلی رہائش گاہوں پر غاروں اور صحرائی رہائش گاہوں کو ترجیح دے۔ یعنی جلد از جلد Retreat اختیار کرتے ہوئے شہروں کے لوگ قصبوں میں قصبوں کے لوگ گاؤں میں گاؤں کے لوگ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں، چھوٹے چھوٹے گاؤں کے لوگ جنگلی رہائش گاہوں کی طرف چلے جائیں۔ امت جس قدر جلد اس Retreat کو اختیار کرے گی اس کی ہلاکت (Casualty) کو اتنا ہی کم کیا جا سکتا ہے۔

(۵) فتنہ دُجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ امت فی الفور درج ذیل

طریقۂ رہائش و عمل کو خیر آباد کہہ دے:

(۱) فلک بوس تعمیرات Skyscrappers

(۲) بنگلہ Bunglows

(۳) متعدد منزلہ عمارتیں Multi-storey Buildings

(۴) رہائشی مجمے Residential Complexes

امت جس قدر جلد انہیں خیر آباد کہہ دے گی اس کی ہلاکت اسی قدر کم ہوگی اور دجال اکبر سے مقابلہ کی اتنی ہی زیادہ قوت اس میں باقی رہے گی۔ اس کے برخلاف امت کی جس قدر زیادہ آبادی اس مدنیت کے تحت رہے گی وہ دجال اکبر کے ہاتھوں اتنی ہی جلد اور زیادہ بے بس ہو جائے گی۔

(۶) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ امت مسلمہ اور اس میں پائے جانے والے ادارے۔

(۱) پختہ متعدد منزلہ مکانات پر یک منزلہ مکانات کو

(۲) یک منزلہ مکانات پر نیم پختہ یک منزلہ مکانات کو

(۳) نیم پختہ یک منزلہ مکانات پر کچے یک منزلہ مکانات کو

(۴) کچے یک منزلہ مکانات پر گھاس، پھونس، لکڑی اور مٹی کے مکانات کو

(۵) گھاس پھونس اور مٹی کے مکانات پر قدرتی طور پر بنے رہائش گاہوں کو ترجیح دیں۔

امت مسلمہ کی موثر آبادی کا جتنا بڑا حصہ جتنی جلد اس Retreat کو اختیار کرے گا ہلاکت (Casualty) اسی قدر کم ہوگی اور دجال اکبر کے خلاف مدافعت کرنے کی قوت اسی قدر زیادہ باقی رہے گی۔

(۷) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ امت فی الفور 'نظام انفاق' یعنی 'نظام زکوٰۃ' کے عین مطابق حاصل کردہ مال یعنی ہر طرح کے 'کنز' اور 'بذر' سے پاک

مال سے ہی مساجد میں نماز پڑھنے کو ترجیح دیں اور ناپاک اور مشتبہ مال سے بنی عالیشان مساجد سے احتراز کریں۔ چھوٹی اور کچی مسجدوں میں دو رکعت پڑھنا ایسی عالیشان مسجدوں میں سو رکعات پڑھنے سے بہتر ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لئے پوری روئے زمین کو مسجد بنا دیا ہے۔ لہٰذا سنت قائمہ کے اعتبار سے اس روئے ارض پر مسجد کی تعمیر ایک عظیم الشان اور حساس ترین بات ہے۔ چنانچہ خالصتاً لوجہ اللہ حلال وطیب مال سے مسجد تعمیر کرنا معمولی بات نہیں۔ ایسے حلال وطیب مال سے ایسی ہی چھوٹی مسجد تعمیر ہو سکتی ہے جیسی روئے ارض پر قائم ہونے والے سب سے خیر کے دور یعنی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ اس سنت کو ترک کر کے عظیم الشان مسجدیں صرف عبدالملک بن مروان کی طرح جمع کردہ دولت سے ہی ممکن ہو سکتی ہیں۔

(۹) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ امت مسلمہ میں آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ کی تعلیم کو عام کیا جائے۔ آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ کے عین مطابق بنائی گئی ایسی تعلیم گاہوں کے لئے عالیشان عمارتیں بن ہی نہیں سکتی ہیں۔ آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مدارس اور جامعات کی یہ عمارتیں دراصل تعلیم گاہیں نہیں بلکہ مردہ خانے (Mortuary) ہیں جہاں 'علم' کی لاشیں رکھی جاتی ہیں۔

(۱۰) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ امت روئے ارض پر قابل رہائش علاقوں کی آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ کی روشنی میں فی الفور جائزہ لے اور درج ذیل ضروری اقدامات کرے:

(۱) امت کی اصل آبادی مشرقی طول البلد 140° اور مغربی طول البلد 10° ڈگری اور عرض البلد 50° شمالی اور عرض البلد 23 1/2° جنوبی کے مابین منجم طور پر رہائش پذیر ہو جائے۔

(۲) امت مسلمہ جزیروں میں رہائش سے حتی الوسع اجتناب کرے۔ جزیروں کے امت کے لئے معرکہ دجال اکبر میں عموماً غیر موافق (Unfriendly) ہونے کے اندیشے ہیں۔

(۳) امت مسلمہ کے خلاف بدترین دجالی سازش نہر سوئز کی تعمیر تھی۔ امت کو چاہئے کہ اس کے عالمی گزرگاہ کی حیثیت کو فی الفور ختم کردے۔

(۴) شق۔ا میں مذکور علاقوں سے متعلق تمام آبی گزرگاہوں پر امت اپنے بری گرفت کو یقینی بنائے۔ بحری فضائی اور خلائی طور پر اس بری گرفت کو توڑنے کی خواہ کیسی ہی کوشش کیوں نہ کی جائے بری گرفت کو زیادہ سے زیادہ یقینی بنانے کی کوشش کی جائے۔ ایسی گزرگاہیں درج ذیل ہیں:

(۱) جبل الطارق Gibralter

(۲) آبنائے ملاکا Strait of Malaca

(۳) اسکندریہ اور پورٹ سعید Port Said & Suez

(۴) آبنائے باسفورس Bosporus

(۵) درہ دانیال Dardanelles

(۶) باب المندب Bab-el-Mandab

(۷) آبنائے ہرمز Strait of Hormuz

(۵) فتنہ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے اس عاجز کی ناقص رائے یہ ہے کہ امت مسلمہ برطانیہ، شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ، آسٹریلیا اور بحرالکاہل اور بحر ہند کے تمام جزائر سے جتنی جلد ہٹ جائے زیادہ بہتر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۶) اسی طرح فتنہ دجال اکبر اور بالخصوص معرکہ دجال اکبر کے دوران اس عاجز کی ناقص رائے یہ ہے کہ بحر اٹلانٹک، بحرالکاہل اور بحر روم (Mediterranean Sea) امت مسلمہ کے لئے ہلاکت خیز ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

(۱۱) معرکہ دجال اکبر دراصل معرکہ قتل عظیم (War of Megadeath) ہے۔ چنانچہ اس سانحہ عظیم سے بچنے کی مذکورہ تمام اقدامات کے سوا کوئی اور راہ نظر نہیں آتی۔

اس تناظر میں دجال اکبر کے اس اشد فتنے سے بچنے اور اسے ناکام بنانے کے دو ہی راستے باقی رہتے ہیں:

(۱) ایسے مقامات اور مواقع (Locations) سے بچنا جہاں ہلاکت 'قتل عظیم' (Megadeath) کی شکل لے سکتی ہے۔ مثلاً رہائش کے اعتبار سے از حد مرتکز رہائشی علاقوں (High Concentration Residences) سے دور رہنا۔ چنانچہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق بڑے شہروں سے اجتناب کرنا مفید ہوگا۔

(۲) 'ناگزیر قتل عظیم' (Inevitable Megadeath) کو بے بسی کی موت کے بجائے 'پسند کردہ شہادت' کی صورت میں تبدیل کردینا۔

سفری سطح

(۱) فتنۂ دجال اکبر کا براہ راست تعلق بحر سے معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس معرکہ میں سمندروں پر امت کی خاص نگاہ ہونی چاہئے۔

(۲) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ وہ بحری سواریوں (Blue Water Vehicles) پر کلی انحصار نہ کرے یا کم سے کم انحصار کرے۔ اندیشہ ہے کہ فتنۂ دجال اکبر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ کھلے سمندروں میں امت کی قوت مدافعت کمزور تر ہوتی جائے گی۔

(۳) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے امت کے لئے لازم ہے کہ وہ بحری اسفار (Blue Water Travel) سے اجتناب کرے۔

(۴) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے امت کے لئے لازم ہے کہ وہ فضائی سواریوں (Aerial Vehicles) پر کلی انحصار نہ کرے یا کم سے کم انحصار کرے۔ اندیشہ ہے کہ فتنۂ دجال اکبر کے بڑھتے ہی کھلی فضا میں امت کی قوت مدافعت کمزور تر ہوتی جائے گی۔

(۵) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے امت کے لئے لازم ہے کہ وہ فضائی اسفار (Air Travel) سے اجتناب کرے۔

(۶) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے امت بری سواریوں (Land Vehicles) پر زیادہ سے زیادہ انحصار یا اس کا استعمال کرے۔

(۷) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے امت سفر کا زیادہ حصہ بری راستوں سے طے کرے۔

(۸) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے بری سواریوں (Land Vehicles) میں درج ذیل صورتوں پر اپنا انحصار کم سے کم کردے یا ان صورتوں کا کم سے کم استعمال کرے یا ان کی ترجیحات اس طرح متعین کرے:

(۱) کمپیوٹرائزڈ ویکلز (Computerised Vehicles) پر

میکانکی ویکلز (Mechanical Vehicles) کو ترجیح دے۔

(۲) میکانکی ویکلز (Mechanical Vehicles) پر حیوانی سواریوں (Animate Vehicles) کو ترجیح دے۔ اور

(۳) حیوانی سواریوں (Animate Vehicles) پر پیدل سفر کو ترجیح دے۔

(۹) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے امت درج ذیل سواریوں کے بغیر اپنا نظم چلانے کی خود کو جلد از جلد عادی بنائے:

(۱) اونٹ گاڑی، بھینسا گاڑی، بیل گاڑی، گھوڑا گاڑی سے امت حتی الوسع اجتناب کرے۔

(۲) ہاتھی کی سواری سے حتی الوسع اجتناب کرے الا یہ کہ اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت ممکن نہ ہو۔

(۱۰) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے امت مسلمہ سفر کے لئے درج ذیل صورتوں کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرے:

اونٹ کی سواری، گھوڑے کی سواری، خچر کی سواری، گدھے کی سواری وغیرہ۔

(۱۱) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے امت مسلمہ نقل وحمل اور بار برداری کے لئے اونٹ، گھوڑا، بیل، خچر، گدھا وغیرہ کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرے۔

(۱۲) فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لئے ذرائع نقل وحمل (Means of Transportation) کے لئے درج ذیل ترجیح قائم کرے:

(۱) ہیوی ارتھ موورز (Heavy Earthmovers) پر عام اور چھوٹے ارتھ موورز (Small Earthmovers) کو ترجیح دے۔

(۲) میکانائزڈ ارتھ موورز (Mechanised Earthmovers) پر حیوانی ارتھ موورز (Animal Earthmovers) مثلاً اونٹ گاڑی، گھوڑا گاڑی، بیل گاڑی کو ترجیح دے۔

(۳) حیوانی ارتھ موورز (Animal Earthmovers) پر بغیر گاڑی کے اونٹ، گھوڑا، بیل اور خچر کی پشت پر بار برداری کو ترجیح دے۔

(۱۳) امت مسلمہ اپنے خطوں میں گھوڑوں اور اونٹوں کی افزائش پر فی الفور دھیان دے۔

مشاہداتی و تعینی سطح

(۱) فتنۂ دجال اکبر اور ظہور دجال اکبر روئے ارض پر برپا ہونے والے اس سب سے بڑے معرکے کے نام ہیں جہاں فریب ہی فریب اور دھوکا ہی دھوکا ہے۔

(۲) فتنۂ دجال اکبر فریب کا فتنہ ہوگا۔ یہ فریب دراصل فریب نظر ہوگا۔

(۳) ظہور دجال اکبر بھی ایک فریب ہوگا یعنی وہ دجال اکبر ہوگا لیکن عام طور پر لوگوں کو مسیح اور نجات دہندہ نظر آئے گا۔

(۴) دجال اکبر 'دجال اکبر' کے دعوے کے ساتھ ظاہر نہیں ہوگا بلکہ اس کا دعویٰ ہوگا کہ وہ مسیح ابن مریم ہے۔ وہ لوگوں کو یہی باور کرائے گا کہ وہی مسیح ابن مریم ہے۔

(۵) ظاہر ہے جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہو کہ وہی مسیح ابن مریم ہے وہ اپنی صورت اور سیرت وصفات کے اعتبار سے بھی خود کو مسیح ابن مریم ظاہر کرے گا۔ لازماً جو شخص مسیح ابن مریم کا بہروپ بھر کر (Impersonate) خود کو عیسیٰ ابن مریم ظاہر کرتا ہو وہ صورتاً و صفاتاً بھی عیسیٰ ابن مریم نظر آنے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے یہ سمجھنا کہ وہ "کانا" نظر آئے گا درست بات نہیں۔ احادیث میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا حلیہ شریف بیان ہوا ہے۔ وہ خوبصورت، خوش شکل، خوش اندام تانبے جیسے بالوں والے نرم خو، باعصمت اور شریف النفس بیان کئے گئے ہیں۔ بھلا وہ دجال جو خود کو عیسیٰ ابن مریم بنا کر پیش کر رہا ہو 'کانا' مکروہ صورت اور مکروہ خو اور طبیعت والا کب نظر آئے گا۔ وہ 'اعور' ہوگا لیکن ضروری نہیں کہ 'کانا' ہو۔

(۶) یہ بات درست نہیں کہ جب دجال اکبر ظاہر ہوگا تو مسلمان اسے دیکھتے ہی پہچان لیں گے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو یہود و نصاریٰ اور کفار کی اربوں کی تعداد اس کی گرویدہ ہو کر اس کے پیچھے پیچھے چلنے اور اس کی ایک آواز پر جان دینے کو تیار ہو جائے گی۔ ان حالات میں مسلمانوں کی بھی ایک کثیر آبادی جو برائے نام مسلمان ہوگی اور

دراصل وہ ان لوگوں پر مشتمل ہوگی جو اس کے ظہور سے قبل ہی 'فسطاط نفاق' (نفاق کے خیمے) میں داخل ہو چکی ہوگی اس کے پیچھے لبیک کہہ کر متبع ہو جائے گی بلکہ اس کے جھنڈے تلے لڑنے اور جان دینے کو آمادہ ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں جو اس کی اس ظاہری خوش نما صورت و سیرت کے باوجود یہ جان لیں گے کہ اس خوش نما صورت و سیرت کے پیچھے چھپا شخص عیسیٰ ابن مریم نہیں بلکہ 'دجال اکبر' ہے وہی اصلاً اہل ایمان ہوں گے۔

(۷) جب 'دجال اکبر' ظاہر ہوگا تو وہ ہر اس صفت کا حامل ہوگا جس سے لوگ اسے ہی 'عیسیٰ ابن مریم' قرار دیں۔ مثلاً

(۱) خوش شکل: وہ خوش شکل ہوگا اس لئے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم خوش شکل تھے۔

(۲) صاحب عفت و عصمت: وہ نہایت شریف خصلت نظر آئے گا جس سے لوگ اس کے عفیف اور صاحب عصمت ہونے کو باور کر سکیں۔

(۳) متقی: وہ نہایت متقی اور عبادت گزار نظر آئے گا تاکہ لوگ اسے صاحب تقویٰ سمجھیں۔

(۴) حلیم و بردبار: وہ نہایت حلیم و بردبار نظر آئے گا اور لوگوں کے ساتھ حلم و بردباری سے پیش آئے گا۔ وہ لوگوں کو درگزر کرے گا۔

(۵) شفا دینے والا: وہ لوگوں کو بیماریوں سے اچھا کر دے گا۔ لوگ اس کے پاس جائیں گے وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے گا اور محض چھو کر یا ان کے حق میں دعا کر کے ان کو اچھا کر دے گا اور لوگ باور کریں گے کہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہے۔

(۶) مردہ کو زندہ کر دینے والا: وہ لوگوں کے سامنے مردوں کو زندہ کر دے گا۔ کسی شخص کے مر جانے پر اس سے محبت کرنے والے اس کی طرف رجوع کریں گے اور وہ سبھوں کے سامنے اسے زندہ کر دے گا۔ یا اس کا کوئی قریبی مارا جائے گا اور جب اس کی لاش اس کے پاس لائی جائے گی تو وہ اسے زندہ کر دے گا۔